لِيُخْرِجَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى

النور
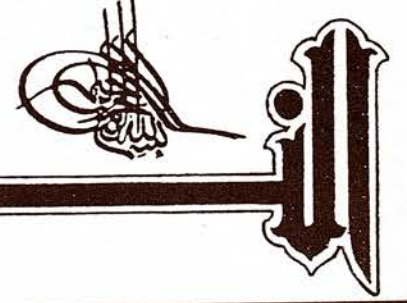
جماعتہائے احمدیہ امریکہ

نومبر ۱۹۹۸ء — نبوت ۱۳۷۷ ہش

Sahibzada Mirza Waseem Ahmad, addressing the audience at the reception given in his honor at Baitur Rahman Mosque. Sahibzada M. M. Ahmad, Amir, USA is presiding

THE AHMADIYYA GAZETTE IS PUBLISHED BY THE **AHMADIYA MOVEMENT IN ISLAM,** INC., AT THE LOCAL ADDRESS 31 Sycamore St. P. O. Box 226, Chauncey, OH 45719. **PERIODICALS POSTAGE PAID AT CHAUNCEY, OHIO 45719.**

Postmaster: Send address changes to:

THE AHMADIYYA GAZETTE
P. O. Box 226
Chauncey, OH 45719-0226
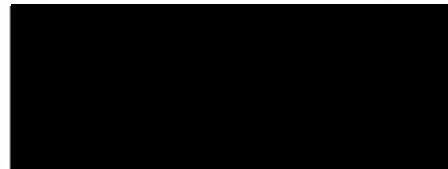
At the reception given in honor of Sahibzada Mirza Waseem Ahmad. (Above, Left to Right) Br. Ahmad Haleem; Sh. Mubarak Ahmad; Mirza Waseem Ahmad, Amir, India; M. M. Ahmad, Amir, USA; Malik Masoud Ahmad (standing); Dr. Laeeq Ahmad; Abdur Rashid Fauzi; Syed Abdul Majid Shah. Below: A section of the asudience, listening to the Honored Guest.

القرآن الحکیم

وَمَنْ اَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَآ اِلَى اللّٰهِ وَعَمِلَ صَالِحًا وَّقَالَ اِنَّنِيْ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ۝ وَلَا تَسْتَوِي الْحَسَنَةُ وَلَا السَّيِّئَةُ ۭ اِدْفَعْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ فَاِذَا الَّذِيْ بَيْنَكَ وَبَيْنَهٗ عَدَاوَةٌ كَاَنَّهٗ وَلِيٌّ حَمِيْمٌ ۝ وَمَا يُلَقّٰىهَآ اِلَّا الَّذِيْنَ صَبَرُوْا ۚ وَمَا يُلَقّٰىهَآ اِلَّا ذُوْ حَظٍّ عَظِيْمٍ ۝ وَاِمَّا يَنْزَغَنَّكَ مِنَ الشَّيْطٰنِ نَزْغٌ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ ۭ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۝

اور اس سے زیادہ اچھی بات کس کی ہو گی جو کہ اللہ کی طرف لوگوں کو بُلاتا ہے اور اپنے ایمان کے مطابق عمل کرتا ہے اور کہتا ہے کہ میں تو فرمانبرداروں میں سے ہوں۔ اور نیکی اور بدی برابر نہیں ہو سکتی۔ اور تو بُرائی کا جواب نہایت نیک سلوک سے دے اس کا نتیجہ یہ ہو گا کہ وہ شخص کہ اس کے اور تیرے درمیان عداوت پائی جاتی ہے، وہ تیرے حسنِ سلوک کو دیکھ کر ایک گرم جوش دوست بن جائے گا۔
اور باوجود ظلموں کے سہنے کے (اس قسم کے سلوک) کی توفیق صرف انہی کو ملتی ہے جو بڑے صبر کرنیوالے ہیں اور یا پھر اُن کو ملتی ہے جن کو (خدا کی طرف سے نیکی کا) ایک بہت بڑا حصّہ ملا ہو۔
اور اگر شیطان (یعنی حق سے دُور ہستی) تجھے تکلیف پہنچائے تو (فوراً اس کا بدلہ لینے کے لیے تیار نہ ہو جایا کر بلکہ) اللہ سے پناہ مانگا کر کہ وہ تجھے اس ادنیٰ درجہ کے خلق سے بچائے (اللہ) یقیناً بہت سننے والا اور بہت جاننے والا ہے۔

نومبر ۱۹۹۸ء
نبوت ۱۳۷۷ ہش

نگران

صاحبزادہ مرزا مظفر احمد
امیر جماعت احمدیہ امریکہ

مدیر

سید شمشاد احمد ناصر

فہرست مضامین

مضمون	صفحہ
قرآن مجید	۳
حدیث نبوی	۴
ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام	۵
اقتباس از خطبہ جمعہ ۲۹ نومبر ۱۹۹۱ء	۶
خلاصہ خطبہ جمعہ ۹ اکتوبر ۱۹۹۸ء	۷
روحانی فتح کا آسمانی منصوبہ اور ہماری ذمہ داریاں	۸
نواب شاہ میں ایک اور احمدی مسلمان کو شہید کر دیا گیا	۱۰
حضرت مصلح موعود کی مجلس عرفان	۱۱
مجلس عرفان حضرت خلیفۃ المسیح الرابع	۱۳
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا تعبّد و زہد	۱۵
عالم روحانی کے لعل وجواہر	۱۹
اردو کلاس کی باتیں	۲۰
بیاد ظفر (نظم)	۲۱
حضرت مولانا عبدالرحیم درد صاحب	۲۲

احادیث النبی صلی اللہ علیہ وسلم

— عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِعَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: فَوَاللّٰهِ لَاَنْ يَّهْدِيَ اللّٰهُ بِكَ رَجُلًا وَاحِدًا خَيْرٌ لَّكَ مِنْ حُمْرِ النَّعَمِ۔

(مسلم کتاب الفضائل باب فضائل علیؓ بن ابی طالب و بخاری کتاب الجہاد)

حضرت سہل بن سعدؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ سے فرمایا خدا کی قسم! تیرے ذریعہ ایک آدمی کا ہدایت پا جانا اعلیٰ درجے کے سُرخ اونٹوں کے مل جانے سے زیادہ بہتر ہے۔

— عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ دَعَا اِلٰى هُدًى كَانَ لَهُ مِنَ الْاَجْرِ مِثْلُ اُجُوْرِ مَنْ تَبِعَهُ لَا يَنْقُصُ ذٰلِكَ مِنْ اُجُوْرِهِمْ شَيْئًا۔ وَمَنْ دَعَا اِلٰى ضَلَالَةٍ كَانَ عَلَيْهِ مِنَ الْاِثْمِ مِثْلُ اٰثَامِ مَنْ تَبِعَهُ لَا يَنْقُصُ ذٰلِكَ مِنْ اٰثَامِهِمْ شَيْئًا۔

(مسلم کتاب العلم باب من سن حسنة او سيئة)

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو شخص کسی نیک کام اور ہدایت کی طرف بلاتا ہے اس کو اتنا ہی ثواب ملتا ہے جتنا ثواب اس بات پر عمل کرنیوالے کو ملتا ہے اور ان کے ثواب میں سے کچھ بھی کم نہیں ہوتا۔ اور جو شخص کسی گمراہی اور برائی کی طرف بلاتا ہے اس کو بھی اسی قدر گناہ ہوتا ہے جس قدر کہ اس بُرائی کے کرنیوالے کو ہوتا ہے اور اس کے گناہوں میں کوئی کمی نہیں آتی۔

— عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اَلدَّالُّ عَلَى الْخَيْرِ كَفَاعِلِهٖ۔

(مسند الامام الاعظم کتاب الادب)

حضرت انس بن مالکؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ نیک باتوں کا بتانے والا ان پر عمل کرنے والے کی طرح ہوتا ہے (یعنی عمل کرنیوالے کی طرح اُسے بھی ثواب واجر ملتا ہے)

— عَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: يَسِّرُوْا وَلَا تُعَسِّرُوْا، وَبَشِّرُوْا وَلَا تُنَفِّرُوْا۔

(مسلم کتاب الجہاد باب فی الامر بالتیسیر و ترک التنفیر)

حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لوگوں کیلئے آسانی مہیا کرو، ان کے لئے مشکل پیدا نہ کرو، خوشخبری دو، ان کو مایوس نہ کرو۔

— عَنْ حُذَيْفَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَتَاْمُرُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ وَلَتَنْهَوُنَّ عَنِ الْمُنْكَرِ اَوْ لَيُوْشِكَنَّ اللّٰهُ اَنْ يَّبْعَثَ عَلَيْكُمْ عِقَابًا مِّنْهُ ثُمَّ تَدْعُوْنَهٗ فَلَا يُسْتَجَابُ لَكُمْ۔

(ترمذی ابواب الفتن باب الامر بالمعروف والنہی عن المنکر)

حضرت حذیفہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے، یا تو تم نیکی کا حکم دو اور برائی سے روکو، ورنہ قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہیں سخت عذاب سے دوچار کریگا۔ پھر تم دعائیں کرو گے لیکن وہ قبول نہیں کی جائیں گی۔

ارشادات عالیہ حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ

اللہ تعالیٰ نے صاف طور پر فرمادیا ہے کہ جو خدا سے محبت کرتے ہیں اُسی سے ڈرتے اُسی سے امید رکھتے ہیں۔ وہ ایک سُلطان رکھتے ہیں۔ لیکن جو نفس کے تابع ہوتے ہیں۔ ان کے پاس کوئی سُلطان نہیں ہے۔ جو محکم طور پر دل کو پکڑے۔ غرض انسان کا کوئی فعل اور قول جب تک وہ خدائی سُلطان کا پیرو نہ ہو، شرک کرتا ہے۔ پس ہم جو اپنی کارروائی کی دو طور پر اشاعت چاہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے اور اس سے بڑھ کر کوئی شاہد نہیں ہو سکتا کہ کس قدر سچے جوش اور خالصۃً لِلّٰہ اُس کو پیش کرتے ہیں۔ ہمیں اتفاق نہیں ہوا کہ انگریزی میں لکھ پڑھ سکتے۔ اگر ایسا ہوتا تو ہم کبھی بھی اپنے دوستوں کو تکلیف نہ دیتے۔ مگر اس میں مصلحت یہ تھی کہ تا دُوسروں کو ثواب کے لئے بلائیں ورنہ میری طبیعت تو ایسی واقع ہوئی ہے کہ جو کام میں خود کر سکتا ہوں۔ اُس کے لئے کسی دوسرے کو کبھی کہتا ہی نہیں۔ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور چار برس زندگی پاتے تو ابُوبکر رضی اللہ عنہ فوت ہو جاتے۔ دراصل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وہ فتح عظیم جس کا آپؐ کے ساتھ وعدہ تھا۔ حاصل کر چکے تھے رَاَیْتَ النَّاسَ یَدْخُلُوْنَ فِیْ دِیْنِ اللّٰہِ اَفْوَاجًا[1] دیکھ چکے تھے۔ اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ[2] ہو چکا تھا۔ مگر اللہ تعالیٰ نے نہ چاہا کہ اُن کو محروم رکھے۔ بلکہ یہی چاہا کہ ان کو بھی ثواب میں داخل کر دے۔ اسی طرح پر اگر اللہ تعالےٰ چاہتا تو ہم کو اس قدر خزانے دے دیتا کہ ہم کو پرواہ بھی نہ رہتی مگر خدا ثواب میں داخل کرتا ہے جس کو وُہ چاہتا ہے۔ یہ سب جو بیٹھے ہیں یہ قبریں ہی سمجھو کیونکہ آخر مرنا ہے۔ پس ثواب حاصل کرنے کا وقت ہے۔ میں ان باتوں کو جو خُدا نے میرے دل پر ڈالی ہیں۔ سادہ اور صاف الفاظ میں ڈالنا چاہتا ہوں۔ اس وقت ثواب کے لئے مُستعد ہو جاؤ۔ اور یہ بھی مت سمجھو کہ اگر اس راہ میں خرچ کریں گے تو کچھ کم ہو جاوےگا خدا تعالیٰ کی بارش کی طرح سب کمیاں پر ہو جائیں گی۔ مَنْ یَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّۃٍ خَیْرًا یَّرَہٗ۔[3]

یاد رکھو خدا کی توفیق کے بغیر دین کی خدمت نہیں ہو سکتی۔ جو شخص دین کی خدمت کے واسطے شرح صدر سے اُٹھتا ہے۔ خدا اس کو ضائع نہیں کرتا۔

---

[1] النصر: ۳ [2] المائدہ: ۴ [3] الزلزال: ۸

کلام الامام

دعوت اِلی اللہ کے لئے تتبّع نہایت ضروری ہے

" FOLLOW UP ایک انگریزی محاورہ ہے یعنی تتبّع کرنا۔ ایک بات چلا کر پھر اس کی پیروی کرنا، جستجو کرنا اور دیکھنا کہ وہ بات اپنے مقصود تک پہنچی بھی ہے کہ نہیں۔ اس کی ایک بہت ہی خوبصورت تصویر قرآن کریم نے حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسّلام کی پیدائش کے واقعہ میں بیان فرمائی کہ جب اُن کی ماں نے اللہ تعالیٰ کے اِذن سے اور اللہ کی وحی کے مطابق بچّے کو صندوق میں ڈال کر دریا کی لہروں میں بہا دیا تو پھر بہن کو بھیجا جو پیچھے پیچھے ساتھ ساتھ کنارے پر چلتی تھی اور دیکھ رہی تھی کہ یہ ٹرنک یا لکڑی کا بکس جو بھی کہہ لیجئے یہ کہاں پہنچا اور کیسے پہنچا اور اس بچّے کا کیا بنا۔ ایمان تو لازم تھا اس میں کوئی شک ہی نہیں لیکن جب یقین بھی ہو، خدا تعالیٰ کی وحی بتا رہی ہو کہ بچّہ محفوظ ہو جائے گا اور اپنے اس اعلیٰ مقصد کو پالے گا جس کی خاطر تم یہ قربانی کر رہی ہو اس کے باوجود انسانی فطرت میں اگر محبّت اور تعلق ہو تو یہ جستجو از خود پیدا ہوتی ہے کہ ہوگا تو سہی لیکن خود اپنی آنکھوں سے تو دیکھیں کہ کیا ہو رہا ہے۔ یہ وہ جستجو ہے جس کے نتیجہ میں انسانی منصوبوں پر بہت گہرا اثر پڑتا ہے۔ اگر آدمی بات کہے اور نصیحت کرے اور اس بات اور نصیحت سے اس کا ذاتی گہرا قلبی تعلق نہ ہو یا اس شخص سے گہرا قلبی تعلق نہ ہو جس کو وہ بات کہتا ہے اور نصیحت کرتا ہے تو اسی حد تک اس کے تتبّع میں کمی آجائے گی۔ بعض لوگ اس رنگ میں نصیحت کرتے ہیں کہ گلے سے بات اُتاری اور کہتے ہیں ٹھیک ہے ہم نے جو کہہ دیا کہہ دیا اب آگے تم جانو اور تمہارا کام جانے، اور کچھ لوگ ہیں جو نصیحت کرنے کے بعد اُس کے اثر کو دیکھتے ہیں اثر نہیں پڑتا تو ان کا دل غم سے ہلکان ہونے لگتا ہے ...... حضرت اقدس محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کا ایسا ہی نقشہ قرآن کریم نے کھینچا ہے (الشعراء: ۴) اے میرے بندے! تُو اپنے آپ کو اس غم میں ہلاک کر لے گا کہ تیری باتیں ان پر اثر نہیں کر رہیں اور وہ ایمان نہیں لا رہے تو یہ دعوت اِلی اللہ کی رُوح ہے جس کا معراج حضرت اقدس محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی صورت میں دُنیا میں ظاہر ہؤا۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۹ نومبر ۱۹۹۱ء بمقام بیت الفضل لندن)

خدا تعالیٰ کی خشیت سے رونے والا شخص جہنم میں داخل نہیں ہو سکتا

آیات قرآنی اور احادیث نبویہ کے حوالہ سے خشوع و خضوع اور خشیتِ الٰہی کے مضمون کا بصیرت افروز بیان

(خلاصہ خطبہ جمعہ ۹/ اکتوبر ۱۹۹۸ء)

لندن (۹/ اکتوبر) : سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے آج خطبہ جمعہ مسجد فضل لندن میں ارشاد فرمایا۔ تشہد، تعوذ اور سورہ فاتحہ کے بعد حضور انور ایدہ اللہ نے سورۃ المومنون کی آیات ۵۸ تا ۶۲ کی تلاوت کی اور فرمایا کہ ان آیات میں بھی خشوع و خضوع اور خشیت کا مضمون چل رہا ہے جو اس سلسلۂ خطبات کی ایک کڑی ہے۔ حضور ایدہ اللہ نے ان آیات کریمہ کے تشریحی ترجمہ کے بعد گزشتہ ایک خطبہ جمعہ میں مذکور حدیث نبوی کے مضمون کی طرف لوٹتے ہوئے فرمایا کہ آنحضرتؐ نے فرمایا ہے کہ جس روز اللہ کے سایہ کے سوا کوئی سایہ نہیں ہوگا اس روز سات آدمی اللہ تعالیٰ کے سایہ تلے ہونگے۔ ان میں سے ایک امام عادل ہے جس کے متعلق ذکر گزشتہ ایک خطبہ میں کیا گیا تھا۔ حضور انور نے اس حدیث نبوی میں مذکور باقی چھ افراد کے متعلق آج کے خطبہ میں وضاحت فرمائی اور بتایا کہ دوسرے وہ نوجوان جس نے جوانی میں اللہ کی عبادت کی۔

تیسرے وہ آدمی جس کا دل مسجدوں میں لگا ہوا ہے اور دنیا کے کاموں کی کوئی مشغولیت اسے مسجد سے الگ نہیں کرتی۔ چوتھے وہ دو آدمی جو اللہ کی خاطر ایک دوسرے سے محبت کرتے ہیں اور اسی محبت کی بنا پر وہ ایک دوسرے سے الگ ہوتے ہیں۔ حضور نے فرمایا کہ اللہ کی خاطر ملنے کا ہر گز یہ مطلب نہیں کہ جب اس کی خاطر جدا ہونے کا وقت آئے تو جدا نہ ہو۔ جو اللہ کی خاطر ملتا ہے وہ اللہ کی خاطر جدا بھی ہو جاتا ہے۔ پانچویں وہ پاکباز مرد جسے خوبصورت اور با اقتدار عورت نے بدی کی طرف بلایا مگر اس نے کہا کہ میں خدا سے ڈرتا ہوں۔ چھٹے وہ جو خدا کی راہ میں اس طرح دیتا ہے کہ اس کے بائیں ہاتھ کو خبر نہیں ہوتی۔ اور ساتویں وہ جس نے خلوت میں اللہ کو یاد کیا اور اس کی محبت میں آنسو بہائے۔

حضور انور ایدہ اللہ نے اسی طرح ایک اور حدیث نبوی بھی پیش فرمائی جس میں آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ خدا کی خشیت سے رونے والا شخص جہنم میں داخل نہیں ہو سکتا یہاں تک کہ دودھ واپس تھنوں میں لوٹ جائے۔ حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ یہ بہت لطیف مثال ہے۔ چونکہ بچے کے رونے سے ماں کے پستانوں میں دودھ اتر آتا ہے اسی طرح اس انسان کے آنسوؤں پر جو محض اللہ کی خاطر رویا ہے خدا کی جو رحمت اترا کرتی ہے وہ واپس نہیں لوٹا کرتی۔

اسی طرح حضور انور ایدہ اللہ نے آنحضرت ﷺ کی بعض اور احادیث بھی پیش فرمائیں جن میں حضور اکرمؐ نے 'احسان' کی وضاحت فرمائی ہے۔ اور آنحضرت ﷺ کی ایک دعا بھی بتلائی جس میں آپؐ نے فرمایا ہے کہ اے اللہ! میں تیری خشیت طلب کرتا ہوں غیب میں بھی اور شہادت میں بھی۔ حضور انور نے بتایا کہ حقیقی علم خشوع اور خشیت الٰہی پیدا کرتا ہے۔ حضور ایدہ اللہ نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعض ارشادات پیش کرتے ہوئے اس مضمون کی مزید وضاحت فرمائی۔ ☆......☆......☆

یورپ و امریکہ کی
روحانی فتح کا آسمانی منصوبہ
اور ہماری ذمہ داریاں

یورپ کی روحانی فتح تحریک احمدیت کا بنیادی مقصد اور اس کے نصب العین کا لازمی حصہ ہے جیسا کہ آنحضرت ﷺ کے فرزند جلیل امام الزمان حضرت سیدنا المسیح الموعود والمہدی المسعود علیہ الصلوٰۃ والسلام تحریر فرماتے ہیں:

"خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ ان تمام روحوں کو جو زمین کی متفرق آبادیوں میں آباد ہیں۔ کیا یورپ اور کیا ایشیا ان سب کو جو نیک فطرت رکھتے ہیں توحید کی طرف کھینچے اور اپنے بندوں کو دینِ واحد پر جمع کرے۔ یہی خدا تعالیٰ کا مقصد ہے جس کے لئے میں دنیا میں بھیجا گیا"۔ (الوصیت)

حضرت اقدس علیہ السلام کے دل میں یورپ پر اسلام کا جھنڈا گاڑنے کی کتنی شدید تڑپ تھی؟ اس کا کسی قدر اندازہ حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ کے ایک چشم دید واقعہ سے ہوتا ہے۔ حضرت مفتی صاحبؓ کی روایت ہے کہ:

"غالباً ۹۸۔۱۸۹۷ء کا ذکر ہے ایک دفعہ میں لاہور سے قادیان آیا ہوا تھا اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس حضورؑ کے اندر کے کمرے میں بیٹھا تھا کہ باہر سے ایک لڑکا پیغام لایا کہ قاضی آل محمد صاحب آئے ہیں اور کہتے ہیں کہ ایک نہایت ضروری پیغام لایا ہوں حضور خود سن لیں۔ حضورؑ نے مجھے بھیجا کہ ان سے دریافت کرو کیا بات ہے؟ قاضی صاحب سیڑھیوں میں کھڑے تھے میں نے جاکر دریافت کیا۔ انہوں نے کہا کہ مجھے حضرت مولوی محمد احسن صاحب نے بھیجا ہے۔ ایک نہایت ہی عظیم الشان خوشخبری ہے اور خود حضرت صاحب کو ہی سنانی ہے۔ میں نے پھر جاکر عرض کیا کہ وہ ایک عظیم الشان خوشخبری لائے ہیں اور صرف حضورؑ کو ہی سنانا چاہتے ہیں۔ حضور نے فرمایا آپ پھر جائیں اور انہیں سمجھائیں کہ اس وقت مجھے فرصت نہیں وہ آپ کو ہی سنا دیں اور آپ آکر مجھے سنا دیں۔ میں نے حکم کی تعمیل کی اور قاضی آل محمد صاحب کو سمجھایا کہ وہ خوشخبری مجھے سنا دیں میں حضرت صاحب کو سنا دیتا ہوں۔ تب قاضی صاحب نے ذکر کیا کہ ایک مولوی کا مباحثہ حضرت مولوی محمد احسن صاحب کے ساتھ تھا اور اس مولوی کو خوب پچھاڑا اور لتاڑا گیا اور شکست فاش دی گئی۔ میں نے آکر یہ خبر حضرت صاحبؑ کے حضور عرض کی۔ حضورؑ نے تبسم کرتے ہوئے فرمایا "میں نے سمجھا کہ یہ خبر لائے ہیں کہ یورپ مسلمان ہو گیا ہے"۔

("ذکر حبیب" مؤلفہ حضرت مفتی محمد صادق صاحب رضی اللہ عنہ صفحہ ۵۲ طبع اول)

گو جماعت احمدیہ کا قیام ۲۳/مارچ ۱۸۸۹ء کو ہوا مگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ہاتھوں مغربی دنیا میں تبلیغ اسلام کی بنیاد ۱۸۸۵ء میں رکھی گئی جبکہ حضور نے خدا تعالیٰ کی منشاء مبارک کے مطابق نشان نمائی کی عالمگیر دعوت کے لئے ہزاروں کی تعداد میں انگریزی کا ایک انعامی اشتہار یورپ اور امریکہ کی تمام نامور شخصیتوں کو رجسٹری کر کے بھجوایا۔ اس اشتہار کا متن "سرمہ چشم آریہ" میں شائع شدہ ہے۔

۱۸۹۴ء میں حضور علیہ السلام نے مسلمانوں کو یورپ میں واعظ بھجوانے کی پرزور تحریک کی اور فرمایا:

"قوموا لإشاعة القرآن وسيروا في البلدان، ولا تصبوا إلى الأوطان، وفي البلاد الإنكليزية قلوب ينتظرون إعاناتكم، وجعل الله راحتهم في معاناتكم، فلا تصمتوا صموت من رأى وتعامَى، ودُعِيَ وتحامَى. ألا ترون بكاء الإخوان في تلك البلدان؟ وأصوات الخلان في تلك العمران.... قوموا لتخليص العانين، وهداية الضالين. ولا تكبّوا على سيفكم وسنانكم، واعرفوا أسلحة زمانكم، فإن لكل زمان سلاحًا آخر وحربا آخر، فلا تجادلوا فيما هو أجلى وأظهر، ولا شُكّ أن زماننا هذا يحتاج إلى أسلحة الدليل والحجة والبرهان، لا إلى القوس والسهم والسنان، فأعدوا للأعداء ما ترون نافعا عند العقلاء. ولن يمكن أن يكون لكم الفتح إلاّ بإقامة الحجة وإزالة الشبهة، وقد تحرّكت الأرواح لطلب صداقة الإسلام، فادخلوا لأمر من أبوابه..... فإن كنتم صادقين وفي الصالحات راغبين، فابعثوا رجالا من زمرة العلماء ليسيروا إلى البلاد الإنكليزية كالوعظاء، ليتموا على الكفرة حجج الشريعة الغرّاء..... ولا شك أن تفهيم الضالين الغافلين واجب على العلماء العارفين، فقوموا لله وأشيعوا هُداه ولا تؤمّلوا عليها جزاء من سواه..... فإن فعلتم، وكما قلت عملتم، فتبقى لكم مآثر الخير إلى آخر الزمان، وتُبعثون من أحبّاء الرحمان، وتُحشرون في عباد الله المجاهدين، فاسمحوا رحمكم الله، وقوموا لله قانتين..... ومن ذهب إلى البلاد الإنكليزية خالصًا لله فهو أحد من الأصفياء، وإن تدركه الوفاة فهو من الشهداء....."

(نور الحق، الجزء الثاني- الخزائن الروحانية، مجلد ٨ ص ٢٤٧- ٢٥٢)

ترجمہ: قرآن کے شائع کرنے کے لئے کھڑے ہو جاؤ اور شہروں میں پھرو اور اپنے ملکوں کی طرف میل مت کرو اور انگریزی ولایتوں میں ایسے دل ہیں جو تمہاری مددوں کے انتظار کر رہے ہیں اور خدا نے تمہارے رنج اور ان کے رنج میں راحت رکھی ہے۔ پس تم اس شخص کی طرح چپ مت ہو جو دیکھ کر آنکھیں بند کرے اور بلایا جاوے اور پھر کنارہ کرے۔ کیا تم ان ملکوں میں ان بھائیوں کا رونا نہیں سنتے اور ان دوستوں کی آوازیں تمہیں نہیں پہنچتیں؟ اے لوگو! قیدیوں کو چھڑانے کے لئے اور گمراہوں کی ہدایت کے لئے کھڑے ہو جاؤ اور تلوار اور نیزوں پر افروختہ ہو کر مت گرو اور اپنے زمانہ

کے ہتھیاروں اور اپنے وقت کی لڑائیوں کو پہچانو کیونکہ ہر ایک زمانہ کے لئے ایک الگ ہتھیار اور الگ لڑائی ہے۔ پس اس امر میں مت جھگڑو جو ظاہر ہے۔ اور کچھ شک نہیں کہ ہمارا زمانہ دلیل اور برہان کے ہتھیاروں کا محتاج ہے تیر اور کمان اور نیزہ کا محتاج نہیں۔ پس تم دشمنوں کے لئے وہ ہتھیار تیار کرو جو عند العقلاء نافع ہیں اور ہرگز ممکن نہیں جو بغیر حجت قائم کرنے اور شبہات دور کرنے کے تمہیں فتح ہو۔ اور بلا شبہ روحیں اسلامی صداقت طلب کرنے کے لئے حرکت میں آگئی ہیں۔ پس تحصیل مقصد کے لئے دروازہ میں سے داخل ہو۔

پس اگر تم سچے ہو اور صلاحیت کی طرف راغب ہو تو علماء میں سے بعض آدمی مقرر کرو تا کہ واعظ بن کر انگریزی ملکوں کی طرف جائیں اور تا کافروں پر شریعت کی حجت پوری کریں ...... اور کچھ شک نہیں کہ گمراہوں کا سمجھانا عالموں کا فرض ہے۔ پس خدا تعالیٰ کے لئے کھڑے ہو جاؤ اور اس کی ہدایت کو پھیلاؤ اور اس پر کسی اور کے بدلہ کی امید مت رکھو...... پس اگر تم نے ایسا کیا اور میرے کہنے پر عمل کیا تو اخیر زمانہ تک نیک یادگار تمہاری باقی رہے گی اور تم مقبولوں کے ساتھ اٹھائے جاؤ گے اور خدا کے مجاہد بندوں میں تمہارا حشر ہوگا۔ سو جوانمردی دکھلاؤ خدا تعالیٰ تم پر رحم کرے۔ اور فرمانبردار بن کر اٹھ کھڑے ہو۔ ...... اور جو شخص وعظ کے لئے انگریزی ملکوں کی طرف خالصاً للہ جائے گا پس وہ برگزیدوں میں سے ہوگا۔ اور اگر اس کو موت آجائے گی تو وہ شہیدوں میں سے ہوگا"۔

سیدنا حضرت المسیح الموعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تبلیغی جہاد کی اس پرزور تحریک کے بعد خدا کی پاک وحی سے علم پاکر ایک مسلم یورپ اور مسلم امریکہ کا تخیل پیش کرتے ہوئے یہ خوشخبری دی ہے کہ:

"خدا نے مجھے مامور فرمایا ہے کہ وہ خالص اور چمکتی ہوئی توحید جو ہر ایک قسم کی شرک کی آمیزش سے خالی ہے جو اب نابود ہو چکی ہے اس کا دوبارہ قوم میں دائمی پودا لگا دوں۔ اور یہ سب کچھ میری قوت سے نہیں ہوگا بلکہ اس خدا کی طاقت سے ہوگا جو آسمان اور زمین کا خدا ہے۔ میں دیکھتا ہوں کہ ایک طرف تو خدا نے اپنے ہاتھ سے میری تربیت فرما کر اور مجھے اپنی وحی سے شرف بخش کر میرے دل کو یہ جوش بخشا ہے کہ میں اس قسم کی اصلاحوں کے لئے کھڑا ہو جاؤں اور دوسری طرف اس نے دل بھی تیار کر دیئے ہیں جو میری باتوں کو ماننے کے لئے مستعد ہوں۔ میں دیکھتا ہوں کہ جب سے خدا نے مجھے دنیا میں مامور کر کے بھیجا ہے اسی وقت سے دنیا میں ایک انقلاب عظیم ہو رہا ہے۔ یورپ اور امریکہ میں جو لوگ حضرت عیسیٰؑ کی خدائی کے دلدادہ تھے اب ان کے محقق خود بخود اس عقیدہ سے علیحدہ ہوتے جاتے ہیں۔ اور وہ قوم جو باپ دادوں سے بتوں اور دیوتوں پر فریفتہ تھی بہتوں کو ان میں سے یہ بات سمجھ آگئی ہے کہ بت کچھ چیزیں نہیں ہیں اور گو لوگ ابھی روحانیت سے بے خبر ہیں اور صرف چند الفاظ کو رسمی طور پر لئے بیٹھے ہیں۔ لیکن کچھ شک نہیں کہ ہزارہا بیہودہ رسوم اور بدعات اور شرک کی رسیاں انہوں نے اپنے گلے پر سے اتار دی ہیں اور توحید کی ڈیوڑھی کے قریب کھڑے ہو گئے ہیں۔ میں امید کرتا ہوں کہ کچھ تھوڑے زمانہ کے بعد عنایت الٰہی اُن میں سے بہتوں کو اپنے ایک خاص ہاتھ سے دھکا دے کر سچی اور کامل توحید کے اس دار الامان میں داخل کر دے گی۔ یہ امید میری محض خیالی نہیں ہے بلکہ خدا کی پاک وحی سے یہ بشارت مجھے ملی ہے"۔ (لیکچر "اسلام اور ملک کے دیگر مذاہب" صفحہ ۲۴،۲۵ طبع اول مطبوعہ رفاہ علم سٹیم پریس لاہور۔ ستمبر ۱۹۰۴ء)

حضرت اقدس علیہ السلام نے اس روحانی انقلاب کے قریب سے قریب تر لانے کے لئے مغربی ممالک میں تبلیغ اسلام کا صحیح اور واحد طریق حسب ذیل الفاظ میں بیان فرمایا:

"آج کل ان ملکوں میں جو اسلام نہیں پھیلتا اور اگر کوئی مسلمان ہوتا بھی ہے تو وہ بہت کمزوری کی حالت میں رہتا ہے اس کا سبب یہی ہے کہ وہ لوگ اسلام کی اصل حقیقت سے واقف نہیں اور نہ ان کے سامنے اصل حقیقت کو پیش کیا گیا ہے۔ ان لوگوں کا حق ہے کہ ان کو حقیقی اسلام دکھلایا جاوے جو خدا تعالیٰ نے ہم پر ظاہر کیا ہے۔ وہ امتیازی باتیں جو کہ خدا تعالیٰ نے اس سلسلہ میں رکھی ہیں وہ ان پر ظاہر کرنی چاہئیں۔ اور خدا تعالیٰ کے مکالمات اور مخاطبات کا سلسلہ ان کے سامنے پیش کرنا چاہئے۔ اور ان سب باتوں کو جمع کیا جاوے جن کے ساتھ اسلام کی عزت اس زمانہ میں وابستہ ہے۔ ان تمام دلائل کو جمع کیا جاوے جو اسلام کی صداقت کے واسطے خدا تعالیٰ نے ہم کو سمجھائے ہیں"۔

(بدر قادیان ۲۱/فروری ۱۹۰۷ء صفحہ ۴ کالم ۱)

سیدنا حضرت المصلح الموعودؓ نے حضرت امام الزمان مہدی مسعود علیہ السلام کے بیان فرمودہ طریق تبلیغ کو عملی جامہ پہنانے اور مغربی ممالک کے کونے کونے تک حقیقی اسلام کی آواز پہنچانے کے لئے سب سے پہلا اور بروقت قدم یہ اٹھایا کہ انگلستان میں احمدیہ دار التبلیغ کا قیام فرمایا اور پے در پے مبلغ بھجوانے شروع کئے۔ جب اسلامی دعوت و تبلیغ کی راہ کسی قدر ہموار ہو گئی تو حضور جولائی ۱۹۲۴ء میں بہ نفس نفیس یورپ تشریف لے گئے تا ان ممالک کے تفصیلی حالات و مشکلات کا قریب سے مطالعہ کرنے اور وہاں کے ہر طبقہ

اور ہر نقطۂ خیال کے لوگوں سے مشورہ کرنے کے بعد تبلیغ اسلام کی ایک مستقل سکیم اور ایک مکمل نظام تجویز فرمائیں۔ اس مبارک سفر نے جو قریباً ساڑھے چار ماہ میں اختتام کو پہنچا نہ صرف یورپ کی اسلامی مہم جو اب تک نہایت محدود اور بالکل ابتدائی اور مختصر صورت میں تھی پہلے سے زیادہ منظم اور تیز کر دی بلکہ اس کے اثرات انگلستان سے نکل کر آہستہ آہستہ یورپ کے دوسرے ممالک میں بھی پھیلنے لگے۔ اس کے بعد تحریک جدید جیسی عالمی تحریک کا آغاز ہوا جس کے مجاہد ۱۹۳۶ء میں سپین، ہنگری، البانیہ اور یوگوسلاویہ تک اور ۱۹۳۷ء میں اٹلی اور پولینڈ تک جا پہنچے۔ اور یورپ کے ان خطوں نے حضرت مصلح موعودؓ کے تربیت یافتہ شاگردوں کی زبانوں سے براہ راست اسلام کا پیغام سنا۔ لیکن ابھی یہ تبلیغی مہم ابتدائی مراحل میں سے گزر رہی تھی کہ یکم

ستمبر ۱۹۳۹ء کو دوسری عالمگیر اور خوفناک جنگ عظیم چھڑ گئی جس کا خاتمہ ۱۵ اگست ۱۹۴۵ء کو ہوا۔ چھ سال کے اس درمیانی عرصہ میں حضرت مصلح موعودؓ نے اپنی پوری توجہ ان مجاہدین تحریک جدید کی تربیت کی طرف رکھی جنہوں نے حضور کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے خدمت اسلام کے لئے زندگیاں وقف کی تھیں۔ چنانچہ جونہی بیرونی ممالک کے رستے کھلنے شروع ہوئے آپ نے ۱۸ ماہ فتح ۱۳۲۴ہش، دسمبر ۱۹۴۵ء کو نو (۹) مجاہدین کا ایک قافلہ قادیان سے انگلستان روانہ فرمایا جس نے حضرت مولانا جلال الدین صاحب شمس، امام مسجد لندن کی نگرانی میں تبلیغی ٹریننگ حاصل کرنے کے بعد دیکھتے ہی دیکھتے فرانس، سپین، سسلی، سوئٹزرلینڈ اور جرمنی میں احمدیہ مشن قائم کر دئے۔

(ماخوذ از تاریخ احمدیت جلد ۱۲ صفحہ ۱ تا ۷)

آج اللہ تعالیٰ کے فضل سے یورپ اور امریکہ کے مختلف ممالک میں متعدد احمدیہ مساجد اور مشن ہاؤسز قائم ہیں اور بہت مستحکم جماعتیں ہیں۔ جو اشاعت اسلام کے جہاد میں مصروف ہیں۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے اہل یورپ کو حقیقی اسلام دکھانے کے لئے جو لائحہ عمل بیان فرمایا ہے آپ کے مقدس خلفاء کرام کی رہنمائی میں اس لائحہ عمل کو اختیار کرتے ہوئے تبلیغ واشاعت اسلام کی یہ آسمانی مہم نہایت تیزی سے کامیابی کی منازل طے کرتے ہوئے آگے بڑھ رہی ہے۔ مبارک وہ جو اس جہاد کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے اور مسیح پاک علیہ السلام کی دعاؤں کے حقدار ٹھہرے۔ اللھم اجعلنا منھم

نواب شاہ میں ایک اور احمدی مسلمان کو شہید کر دیا گیا

(پریس ڈیسک): پاکستان سے موصول ہونے والی اطلاعات کے مطابق نواب شاہ سندھ کے ایک احمدی مسلمان نذیر احمد صاحب بگھیو کو ۱۰ اکتوبر ۱۹۹۸ء کو صبح ۶ بجے کے لگ بھگ شہید کر دیا گیا۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔

مرحوم کی عمر ۶۱ سال تھی اور آپ ریٹائرڈ ہیڈ ماسٹر تھے۔ وقوعہ کے روز نماز فجر ادا کرنے کے بعد صحن میں ٹہل رہے تھے کہ دروازے پر دستک ہوئی۔ شہید مرحوم نے سمجھا کہ کوئی فقیر ہے [illegible] خیرات دینے کے لئے باہر نکلے تو قاتل نے فوری طور پر دو فائر کئے جس سے دروازے کے پاس ہی گر گئے۔ ان کے لڑکے اور ہمسایوں نے انہیں فوری طور ہسپتال پہنچایا مگر وہ جانبر نہ ہو سکے۔

پولیس کو دو آدمیوں پر شبہ ہے۔ ایک کو گرفتار کر کے تفتیش شروع کر رہی ہے۔ جبکہ دوسرا ابھی تک مفرور ہے۔ علاقہ بھر میں شہید مرحوم کو بڑی عزت کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا۔ آپ ۱۹۷۳ء سے نواب شاہ میں مقیم تھے۔ شہید مرحوم نے پسماندگان میں بیوہ کے علاوہ چار بیٹے اور دو بیٹیاں چھوڑی ہیں۔

احباب کی خدمت میں درخواست ہے کہ شہید مرحوم کی بلندی درجات اور پسماندگان کے لئے صبر جمیل عطا ہونے کے لئے دعا کریں۔ ☆☆☆

حضرت مصلح موعود کی مجلس عرفان

تاش کھیلنا

ایک صاحب نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی سے تاش کھیلنے کے متعلق دریافت کیا۔

حضور نے لکھوایا۔ میں اس کھیل کو حرام تو نہیں کہہ سکتا۔ کیونکہ رسول کریم ﷺ کے زمانے میں یا یہ تھی ہی نہیں۔ یا آپ کو اس کی اطلاع نہ تھی۔ کیونکہ حدیثوں میں اس کا ذکر نہیں۔ لیکن اس میں کوئی شبہ نہیں کہ وقت کے ضائع کرنے میں سب سے زیادہ حصہ اسی کا ہے۔ دوسرے اس کے برا سمجھنے کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ جو کام کرنے والے لوگ ہوتے ہیں۔ وہ اپنے کام میں لگے رہتے ہیں۔ اور ہمیشہ یا اکثر جن لوگوں کو اس کی عادت ہوتی ہے۔ ان کو آوارہ لوگوں کی صحبت میں رہنا پڑتا ہے اس لئے یہ ان کی تباہی کا موجب بن جاتی ہے۔ پس کیا بلحاظ اس کے کہ یہ توجہ کو بہت ہی زیادہ اپنی طرف کھینچ لیتی ہے۔ اور کیا بلحاظ اس کے کہ انسان کو اس کے ذریعہ سے نہایت ہی گندی اور خطرناک صحبت کو اختیار کرنا پڑتا ہے۔ کم سے کم اکثر لوگوں کے لئے یہ بمنزلہ حرام ہی کے ہے۔

(الفضل قادیان 25 ستمبر 1922ء)

صفت کن فیکون

فرمایا۔ میں نے ایک کتاب پر صفات باری کے متعلق نوٹ کیا ہوا تھا۔ اس میں لکھا تھا۔ اگر یہ سوال ہو کہ یہ جو کہا جاتا ہے انسان صفات باری کا مظہر ہو جاتا ہے۔ تو خدا کی صفت کن فیکون کی مظہریت کی مثال کیا ہے۔ میں نے وہاں اس کا جواب لکھا ہے کہ جب انسان ترقی کرتے کرتے اس مقام پر پہنچ جاتا ہے کہ اس کی خواہشات مٹ جاتی ہیں۔ اور خدا ہی کی مرضی اس کی مرضی ہو جاتی ہے۔ تو خدا اس کے ذریعہ کن کہلواتا ہے۔ اور وہ خدا ہی کا کن کہنا ہو جاتا ہے۔

پھر فرمایا حضرت مسیح موعود نے بھی اس مضمون کی طرف اپنی ایک کتاب میں اشارہ فرمایا ہے۔ کہ انسان کو ایک مقام ایسا ملتا ہے جہاں وہ کن فیکون کہتا ہے۔

اعلیٰ تعلیم کے بعد دین کی تعلیم

فرمایا کہ اگر ایک شخص ایسا ہو جو ڈاکٹری پڑھنے یا ایم اے ہونے کے بعد کم از کم دو سال اور دین سیکھنے کے لئے طالب علمی کرنے کو تیار ہو تو ہم اس کے متعلق یہی پسند کریں گے کہ وہ پہلے ایم۔ اے ہو جائے۔ یا ڈاکٹری پڑھ لے۔ لیکن جو ڈاکٹری پاس کرنے اور ایم اے ہونے کے بعد طالب علمی نہ کر سکتا ہو۔ اس سے ہم ابھی کام لیں گے کیونکہ دیکھا گیا ہے۔ کہ جب نوجوان طلباء کسی کام کے قابل ہوتے ہیں۔ تو پھر ان کا پہلے سا ارادہ نہیں رہتا۔ حالانکہ حالت یہ ہونی چاہئے۔ کہ جب بھی اور جس حال میں بھی وہ ہوں۔ اگر ان کو خدمت دین کے لئے بلایا جائے تو آ جائیں۔ اور ان کو اس کا احساس نہ ہو۔ کہ ہمارے امتحان میں دو مہینے باقی ہیں یا اتنا عرصہ ہے۔

آدمیوں کو نکما بنانا مقصود نہیں

فرمایا۔ ہمارا کبھی یہ منشاء نہیں ہوتا۔ کہ لوگ کام چھوڑ دیں۔ اور دوسروں پر پڑے رہیں۔ ہم تو یہ کہتے ہیں کہ تمام لوگ محنت کے کام کریں۔ اور خوب کریں۔ لیکن ان کاموں میں اس طرح محو نہ ہو جائیں۔ کہ جب ان کو دین کے لئے بلایا جائے۔ تو ان کو اپنا کام چھوڑنا دوبھر ہو۔ بلکہ ان کی یہ حالت ہونی چاہئے۔ کہ جب ان کو بلایا جائے۔ وہ آئیں اور خوش ہوں۔

قربانی سے عقل تیز ہوتی ہے

فرمایا۔ دیکھو حضرت ابوبکرؓ ہر بار مال قربان کرتے تھے۔ اور ہزاروں روپیہ دیتے تھے۔ لیکن کبھی ان کو یہ خیال نہیں آتا تھا۔ کہ وہ اپنا نقصان کرتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ قربانی سے عقل تیز ہو جاتی ہے۔ چنانچہ وہ سمجھ گئے۔ کہ خدا کی راہ میں قربانی سے مال کم نہیں ہوتا۔ اور یہ صحیح مصرف ہے۔ پھر دیکھ لو کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے مال میں برکت بھی اتنی دی تھی کہ جو بے اندازہ ہے۔

ہمارے نوجوان مربی کس رنگ میں نکلیں

فرمایا۔ ہمارے نوجوان مربی جب نکلیں خواہ ہم مستقل طور پر رہبانیت کو برا اور خلاف دین ہی سمجھتے ہیں۔ مگر جب وہ ایک دفعہ درویشانہ حالت میں نکلیں اور انگریزی میں لیکچر دیں۔ تو دنیا کو الٹ سکتے ہیں۔

لباس کی سادگی

فرمایا۔ ہم اسی سادہ لباس میں لاہور جاتے ہیں۔ ہر ایک طبقے کے لوگ ملتے ہیں۔ میرا لباس تو پھر بھی اچھا ہوتا ہے۔ حضرت مولوی صاحب کو تو اس کا بالکل خیال نہیں ہوتا تھا۔ ایک دفعہ میں بخاری لئے جا رہا تھا۔ حضرت صاحب نے دریافت فرمایا۔ کیا ہے۔ میں نے عرض کیا مولوی صاحب کے پاس جاتا ہوں اور یہ بخاری ہے۔ فرمایا مولوی صاحب سے دریافت کرنا کہ بخاری میں جمعہ کے دن تزئین کرنے کی بھی کوئی حدیث ہے؟ میں نے جا کر اسی طرح کہہ دیا۔ زمانہ خلافت میں آپ کسی قدر لباس کا خیال فرماتے تھے۔

(الفضل 2۔ اکتوبر 1922ء)

ذبیح اللہ کون تھا؟

سوال۔ توریت میں حضرت اسماعیل کی نسبت قربانی کا ذکر نہیں ہے۔ بلکہ حضرت اسحٰق کا ہے۔ اور قرآن میں حضرت اسماعیل کا۔ یہ اختلاف کیوں ہے۔ کس کو غلط ثابت کریں۔ جبکہ توریت ایک قدیمی کتاب ہے۔

جواب۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ توریت میں

قربانی کے متعلق اسحاقؑ کا ہی ذکر ہے۔ لیکن خود توریت سے ہی ثابت ہوتا ہے کہ اسحاقؑ قربان ہی نہیں ہو سکتے۔ اس لئے کہ اسحاقؑ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دوسرے بیٹے ہیں۔ اور بڑے بیٹے حضرت اسماعیلؑ ہیں۔ قربانی تب ہی اپنی اصلی شان میں ظاہر ہوتی ہے جبکہ اکلوتے بیٹے کے ذبح کرنے کے لئے وہ تیار ہوتے' دو میں سے ایک کو قربان کر دینا یا اس کے لئے تیار ہو جانا ایسا فعل نہیں ہے۔ جیسا کہ اکلوتے بیٹے کو قربان کرنے کے لئے تیار ہو جانا۔ شاید یہ کہا جاوے۔ کہ پہلی بیوی کی اولاد تو حضرت اسحاقؑ ہی تھے۔ اس لئے وہی حضرت ابراہیم علیہ السلام کو محبوب اور پسند ہوں گے مگر یہ بات درست نہیں۔ اس لئے کہ بائبل سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ جب حضرت اسحاق کی بشارت حضرت ابراہیمؑ کو دی گئی۔ تو انہوں نے خدا تعالیٰ سے یہ کہا کہ مجھے اور بیٹے کی ضرورت نہیں۔ حضرت اسماعیلؑ ہی زندہ رہے۔ یہ کافی ہے۔ اس سے اس محبت اور پیار کا پتہ چلتا ہے جو حضرت ابراہیمؑ کو حضرت اسماعیلؑ سے تھی۔ علاوہ ازیں خود بائبل ہی میں ایسے الفاظ موجود ہیں۔ جن سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ حضرت ابراہیمؑ نے اپنے اکلوتے اور پلوٹھے بیٹے کی قربانی کی۔ اور وہ الفاظ حضرت اسحاقؑ کے اوپر چسپاں ہو ہی نہیں سکتے۔ پس معلوم ہوتا ہے کہ بنی اسرائیل نے اس زمانہ میں کہ بائبل میں تغیرات کئے گئے۔ اسماعیلؑ کی جگہ اسحاقؑ کا نام لکھ دیا ہے۔ تاکہ وہ فضیلت ان کے خاندان میں رہے۔ اور اس قسم کے تغیرات بائبل میں بہت ثابت ہیں۔

(الفضل 28۔ اگست 1922ء)

اخراجات میں میانہ روی

ایک دوست نے لکھا کہ 1917ء میں انہوں نے سب ناجائز وسائل آمدنی کو ترک کر دیا ہے۔ اور بڑی دعائیں کی ہیں۔ مگر ابھی تک تکالیف کا پہاڑ سر پر ہے۔ اس اثنا میں کئی دفعہ میرے لئے موقع تھا کہ ناجائز آمدنی سے فائدہ اٹھا لیتا مگر میں اپنے عہد پر قائم رہا۔ اور اللہ تعالیٰ کی رضا کو ہر وقت مدنظر رکھا۔ مگر میری مشکلات میں کوئی کمی نہیں ہوئی۔ حضور دعا فرماویں کہ اللہ تعالیٰ میری مشکلات کو دور کرے۔ اور کوئی اچھا سامان پیدا کر دے۔ حضور نے جواب میں ارشاد فرمایا۔ دعا بھی انسان کی کوشش کے ساتھ تعلق رکھتی ہے۔ اگر کوئی انسان اپنے معمولی اور روزانہ اخراجات کو اپنی آمد سے کم رکھتا ہے۔ لیکن غیر معمولی اخراجات آپڑتے ہیں جن کا روکنا اس کے اختیار میں نہیں ہوتا تو ایسے شخص کی دعا پر اللہ تعالیٰ فضل کرتا ہے اور کوئی نہ کوئی راستہ کھول دیتا ہے۔ لیکن اگر کوئی شخص اپنے معمولی اخراجات کو جن کا کم کرنا یا زیادہ کرنا اس کے اختیار میں ہے ان میں کمی نہیں کرتا اور پھر دعا کرتا ہے کہ خدا تعالیٰ اس کی تکلیف کو دور کر دے۔ اگر وہ ایسے اشخاص میں سے نہیں ہے جن کی ضروریات کے پورا کرنے کا اللہ تعالیٰ نے عہد کیا ہوا ہوتا ہے۔ تو اس کی دعا خدا تعالیٰ کے قانون سے تمسخر ہوتا ہے۔ کیونکہ ایسا شخص اپنے عمل سے اپنی زبان کی مخالفت کر رہا ہوتا ہے۔ اسی اصل کے ماتحت آپ اپنی حالت پر غور کریں اور اس کے مطابق تبدیلی پیدا کریں۔ تو وہ آپ کی دعا کو بھی سننے لگ جاوے گا۔

منافق کی علامات

ایک بھائی نے دریافت کیا۔ کہ منافقوں کو ہم کیسے پہچانیں۔ ان کے نشان کیا ہیں۔

جواب میں حضور نے فرمایا۔ منافق وہ ہوتا ہے جو جماعت میں فتنہ ڈالتا ہے۔ جماعت کے کام سے اس کو ہمدردی نہیں ہوتی۔ اگر جماعت کا اتفاق اس کی رائے کے خلاف کسی بات پر ہو جاوے اور اس میں عمل کرنے میں نقصان ہو تو وہ اس پر خوشی کا اظہار کرے اور کہے کہ دیکھا ہماری رائے کے نہ ماننے سے یہ برا نتیجہ نکلا۔ جو دشمن کے عیوب کے چھپانے اور اپنے لوگوں کے عیوب کو شائع کرنے کی کوشش کرے۔ یہ تفصیلی طور پر کچھ باتیں ہیں جن سے منافق کا پتہ لگ سکتا ہے۔ لفظی تعریف یہ ہے کہ جو باطن میں کچھ ہو۔ اور ظاہر میں کچھ۔ رسول کریم ﷺ نے چند باتیں بیان فرمائی ہیں کہ وہ لڑے تو گالیاں دے۔ بات کرے تو جھوٹ بولے۔ وعدہ کرے تو خلاف کرے۔ امانت میں خیانت کرے۔

(الفضل 7 دسمبر 1922ء)

قادیان میں آنا

حضور نے ایک صاحب لکھوایا۔

قادیان میں آنا دو موقعوں پر بڑا ضروری ہوتا ہے۔ ایک جلسہ کے موقع پر۔ وہ خاص برکات کے نزول کا اور وعظ و نصیحت اور دوستوں سے ملنے کا موقع ہوتا ہے۔ اور ایک کسی ایسے موقعہ پر جب لوگوں کا زیادہ ہجوم نہ ہو۔ تاکہ ذاتی تعارف پیدا ہو سکے۔ ہجوم کے دنوں میں اتنی فرصت نہیں ہوتی کہ ہر شخص سے الگ الگ ملاقات کی جائے۔ یا اس کی طرف خاص توجہ کی جائے۔ پس دونوں ہی موقعوں پر آپ کو ایک دفعہ آنا چاہئے۔ ایک دفعہ میں اس لئے کہتا ہوں۔ کہ اکثر لوگ ایک دفعہ آ کر پھر آتے ہی رہتے ہیں۔"

گھر میں نماز پڑھنا

ایک دوست نے لکھا۔ میں نے خواب میں دیکھا۔ کہ میں گھر میں نماز پڑھ رہا ہوں۔ کہ ایک شخص آیا۔ اور آتے ہی کہا۔ کہ گھر میں نماز نہ پڑھو۔ اس طرح نماز کی قدر دل سے جاتی رہتی ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح نے جواب میں فرمایا۔ "یہ خواب بہت صحیح ہے۔ اس کے متعلق میں نے بار بار جلسہ پر اور متعدد موقعوں پر توجہ دلائی ہے"

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی

مجلس عرفان

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی مجلس عرفان علم و معرفت کا ایک بہت بڑا ذریعہ ہے جسے کیسٹس سے مرتب کر کے پیش کیا جاتا ہے۔ قانونی پابندیوں کی وجہ سے اس میں کئی تبدیلیاں کرنی پڑتی ہیں۔ احباب اصل کیسٹس ملاحظہ فرمائیں تو صحیح لطف حاصل کر سکتے ہیں۔

دورہ سری لنکا ۹ - اکتوبر 83ء

مرتبہ یوسف سلیم ملک صاحب

جانوروں کی قربانی اور بُدھ ازم

اس سوال پر کہ بُدھوں میں جانوروں کی قربانی کو بہت زیادہ معیوب سمجھا جاتا ہے اور وہ اعتراض کرتے ہیں کہ حج کے موقع پر ہزاروں جانوروں کو ذبح کیا جاتا ہے۔ کیا ایسا نہیں ہو سکتا کہ جانوروں کی جگہ اتنے ہی پیسے غرباء پر خرچ کر دیئے جایا کریں۔

حضور نے فرمایا کیا آپ بدھوں کو خوش کرنے کے لئے ایک اصول توڑیں گے اور یہ کہاں کہاں کریں گے بدھ تو دنیا میں ہر جگہ نہیں ہیں دوسرے بُدھ خود ہر سانس میں اربوں جانوروں کی قربانی دے رہے ہوتے ہیں کیونکہ جب وہ سانس لیتے ہیں تو اتنے بیکٹریا ان کے جسم میں داخل ہوتے اور مر کر نکلتے ہیں کہ ان کا شمار نہیں کر سکتے۔ ہر قدم جو وہ زمین پر رکھتے ہیں وہ لاکھوں کروڑوں جانداروں کو کچل رہے ہوتے ہیں۔ وہ اپنے وجود کی خاطر روزانہ مقابلہ کر کے بے شمار جانوں کو تلف کر رہے ہوتے ہیں اور اس پر ان کا کوئی اختیار نہیں ہے کہ اس کو روک سکیں۔ پس انسان اعلیٰ وجود ہے جس کی خاطر ادنیٰ کی قربانی جاری ہے اور وہ خود بھی یہ قربانی دے رہے ہیں۔ انسان کے مقابلے میں آخر جانور ادنیٰ ہی تو ہیں۔

قربانی کا فلسفہ

قرآن کریم نے اس فلسفے کو یوں بیان فرمایا ہے کہ ساری کائنات کو خدا نے انسان کے لئے مسخر کر دیا ہے اور بار بار فرمایا ہے کہ انسان کو ان کی غلامی سے آزاد کر کے صرف خدا کی غلامی میں سر جھکانے کا حکم دیتا ہے۔ تو جتنا آپ جھکیں گے اتنا آپ کی نظر زیادہ محسوس کرتی چلی جائے گی کہ واقعۃً آپ کے نیچے ارب ہا ارب مخلوق ہے جس کو خدا تعالیٰ کی قدرت آپ کے اوپر قربان کر رہی ہے۔ پس جب یہ واقعہ ہو رہا ہے اور اس سے کوئی بھاگ ہی نہیں سکتا تو پھر یہ خواہ مخواہ کا تصور ہے کہ فلاں کو قربان نہ کرو۔ روزانہ بے شمار مکھیاں مارتے ہیں اور جب ضرورت پڑے انسان کی جان بھی لے لیتے ہیں تو صرف بھیڑوں سے ہی محبت رہ گئی ہے؟

نباتات میں زندگی کے آثار

اب اس سوال کا ایک حصہ رہ گیا اور وہ نباتات سے متعلق ہے۔ یہ فلسفہ ہے کہ جان کی قربانی اپنی خاطر نہ لو یعنی گوشت نہ کھاؤ لیکن نباتات یعنی جو بوٹینکل لائف ہے اس کو بے شک قربان کر دو۔ پہلے زمانے میں لوگوں کو پتہ ہی نہیں تھا کہ یہ بھی زندہ چیزیں ہیں۔ اب سائنسدانوں نے بہت اچھی طرح تحقیق کر کے سو فیصدی ثابت کر دیا ہے کہ سوائے نمکیات اور دھاتوں کے جو زمین سے نکلتی ہیں انسان کی خوراک نباتات کی صورت میں جتنی بھی ہے وہ ساری کی ساری زندگی پر مشتمل ہے اور وہ زندہ بھی ہیں ان کے اندر احساسات بھی ہیں۔ نباتات اپنے آپ کو بچانے کے لئے مڑتی بھی ہیں لیکن بیچاری نسبتاً کمزور ہیں۔ تو کیا بدھوں کا یہ فلسفہ ہو گا کہ کمزوروں کی جان لے لو اور طاقتوروں کی نہ لو۔ یہ تو کوئی انصاف کا فلسفہ نہیں ہے جتنے بھی نباتات یعنی پودے ہیں سبزیاں ہیں پھل ہیں ان سب میں جان ہے اور قرآن کریم کے بیان کے مطابق یہ ساری چیزیں اللہ تعالیٰ کی تسبیح بھی کر رہی ہیں۔ اس لئے اگر انسان نے زندہ رہنا ہے تو جاندار کی جان لئے بغیر زندہ رہ ہی نہیں سکتا بلکہ ہر جانور بھی اسی فلسفے کے اوپر زندہ ہے۔ کچھ جانور ہیں جو براہ راست نباتات کھا رہے ہیں کچھ ان کا گوشت کھا رہے ہیں اور اس طرح کائنات کا یہ سارا سلسلہ چل رہا ہے۔

پس جو فلسفہ ہمیں ساری کائنات سے ملاتا ہے اور جس کے بغیر آج بھی ہم زندہ نہیں رہ سکتے اس کے خلاف بات کو ہم کس طرح قبول کر لیں۔

ایک حیرت انگیز انکشاف

ایک جرمن ماہر نفسیات جس نے E.S.P میں سپشلائز کیا ہے یعنی ایسے معاملات میں مہارت حاصل کی ہے جن میں انسان کو بظاہر اس کے قانون کا پتہ نہیں کہ کیا قانون چل رہا ہے لیکن وہ باتیں موجود ہیں وہ اپنی کتاب میں لکھتا ہے کہ امریکہ میں جو تجربے ہوئے ہیں ان کی رو سے ایک حیرت انگیز انکشاف یہ ہوا ہے کہ پودوں میں نہ صرف یہ کہ جان ہے بلکہ وہ ایسی باتیں سمجھتے ہیں جن کے متعلق انسان سوچ بھی نہیں سکتا اور وہ ان باتوں کو محفوظ رکھتے ہیں اور رد عمل دکھاتے ہیں۔ گندے اور برے آدمیوں کے خلاف پودے نفرت کا اظہار بھی کرتے ہیں۔ چنانچہ جو تجربہ اس نے بتایا وہ یہ تھا کہ آج کل ایک آلہ یا مشین نکلی ہے جسے انگریزی میں Lie detecter کہتے ہیں۔ جھوٹ بولنے والا شخص جب جھوٹ بولتا ہے تو یہ آلہ اس کے جسم کے ساتھ لگا دیتے ہیں جب وہ جھوٹ بولتا ہے تو اس کا دماغ تھوڑا سا ڈگمگاتا ہے کیونکہ جھوٹ بولنا فطرت کے خلاف ہے۔ جب دماغ ڈگمگاتا ہے تو اس کے اندر کچھ تبدیلی رونما ہوتی ہے۔ اکثر

لوگوں کو یہ علم ہی نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے کائنات اس طرح بنی ہوئی ہے کہ جان کی تلفی کے بغیر کوئی زندہ رہ ہی نہیں سکتا۔ ہر جان اپنے سے ادنیٰ جان کو تلف کر کے زندہ رہ رہی ہے اور بدھ اسٹ بھی زندہ ہیں تو روزانہ اربوں جانوں کو تلف کر کے پھر زندہ رہتے ہیں اس لئے یہ سوال ہی بے معنی ہو جاتا ہے۔

قربانی کے گوشت کا مسئلہ

جانوروں کی قربانی کے بارہ میں ضمناً یہ سوال بھی ہوا کہ سعودی عرب میں حج کے موقع پر قربانیوں کا گوشت ضائع کیوں کیا جاتا ہے۔ حضور نے فرمایا یہ سوال آسٹریلیا میں بھی اٹھایا گیا تھا وہاں بھی اس پر تفصیل سے گفتگو ہوئی تھی۔

جماعت احمدیہ کا مسلک یہ ہے کہ رزق کو ضائع نہیں کرنا چاہئے اور کسی جان کو بھی بلا ضرورت تلف کرنا جائز نہیں ہے۔ صرف جائز ضرورت کے لئے جان تلف کرنی ہے اس کے بغیر نہیں کرنی۔ اس لئے ہم اس بات سے متفق نہیں ہیں کہ قربانیاں کرو اور گوشت پھینک دو۔ یہ ناجائز بات ہے۔ دین نے اس سے منع کیا ہے۔ اگر جماعت احمدیہ کے ہاتھ میں انتظام ہو تو ہم تو وہاں فوراً کارخانہ لگادیں اور گوشت کو ڈبوں میں بند کر کے غریب ملکوں میں بھجوائیں۔ قربانی کا مقصد انسان کی خدمت ہے بغیر کسی مقصد کے قربانی کرنا جائز نہیں ہے۔ اور اگر استعمال نہ ہو سکے تو گوشت بدوؤں کو دے دیا جائے وہ اسے سکھا کر سارا سال استعمال کر سکتے ہیں۔ اگر قربانی کریں تو لوگوں کی خدمت کے لئے قربانی کریں۔ گڑھے میں پھینک کر اپنے گلے سے بلا ٹالنے والی بات نہ کریں۔

قربانی کا نعم البدل کوئی چیز نہیں

اس موقع پر ایک دوست نے اپنے ذاتی تاثرات کی بناء پر عرض کیا کہ کیا یہ جائز ہے کہ گوشت کے ضیاع کے پیش نظر جانوروں کی جگہ اتنے پیسے غرباء پر خرچ کر دیئے جائیں۔

حضور نے فرمایا بات یہ ہے کہ جہاں تک حج کا تعلق ہے حاجی کو وہیں قربانی دینی پڑتی ہے۔ اس کے علاوہ جو قربانیاں ہیں وہ ضروری نہیں کہ وہیں ہوں مثلاً آپ یہاں قربانی کرنے کی بجائے قادیان میں دلوا سکتے ہیں۔ کسی اور ملک میں دلوا سکتے ہیں۔ انگلینڈ والے ہیں، امریکہ والے ہیں وہاں ضرورت کوئی نہیں ہے وہاں غریب آدمی نہیں ہیں جن میں گوشت تقسیم کیا جا سکے۔ ویسے ہی مشکل ہے وہاں اجازت بھی نہیں ہوتی اس لئے وہ سارے لوگ دوسرے غریب ملکوں میں قربانی کرنے کے لئے پیسے بھیج دیتے ہیں۔ لیکن جہاں تک حج کا تعلق ہے وہاں حاجی کی عبادت کے اندر یہ بات داخل ہے اس لئے اسے خود وہاں قربانی دینی چاہئے۔

باقی یہ باتیں اللہ تعالیٰ کے علم میں تھیں کہ ایک زمانہ آئے گا جب قربانیاں دینے والے لوگ زیادہ ہوں گے لیکن خدا کے علم میں یہ بھی تھا کہ ایسی چیزیں ایجاد ہو چکی ہوں گی کہ ان کی بدولت قربانی کے خون کا ایک قطرہ بھی ضائع نہیں ہوگا۔ پہلے زمانوں میں تو قربانیاں دینے سے گوشت بچ جاتا تھا خون پھر بھی ضائع ہو جاتا تھا لیکن آج کل دنیا میں جو بڑے بڑے کارخانے بنے ہیں اور بڑی بڑی کمپنیاں قائم ہوئی ہیں وہ تو خون کا ایک قطرہ بھی ضائع نہیں ہونے دیتیں وہ خون کو بھی سمیٹ کر یا جانوروں کی خوراک میں ڈال دیتی ہیں یا اسے پودوں کی خوراک کے طور پر استعمال کر لیتی ہیں۔ پس موجودہ زمانے میں انسان نے جو ترقی کی ہے اس سے فائدہ اٹھایا جائے تو وہاں قربانی بھی ہو سکتی ہے اور ضائع بھی کچھ نہیں ہوگا اور وہ غریبوں کے پھر بھی کام آئے گی۔

قبولیت دعا اور بدھ ازم

بعض دوسرے مذاہب والے ایسے اشخاص کو مخاطب کر کے دعا کرتے ہیں جو ہمارے نزدیک خدا ہے ہی نہیں اور وہ کہتے ہیں کہ ہمیں جواب بھی ملتا ہے اور ان کی خواہیں پوری بھی ہو جاتی ہیں مثلاً بدھ کہتے ہیں کہ بدھا کو مخاطب کر کے جو دعا کی جاتی ہے وہ اسے سن لیتا ہے اور وہ پوری ہو جاتی ہے اور عیسائی حضرت عیسیٰ کو مخاطب کر کے جو دعا کرتے ہیں اسے عیسیٰ سن لیتے ہیں اور پوری ہو جاتی ہے حالانکہ ہمارا مذہب کہتا ہے کہ وہ فوت ہو چکے ہیں اور انسان کی کوئی طاقت نہیں ہے وہ کسی کو کچھ دے نہیں سکتے۔ احمدی نقطہ نظر سے ہمیں اس کا کیا جواب دینا چاہئے۔

حضور نے فرمایا سوال کا پہلا حصہ درست نہیں ہے۔ بدھ یہ کہتے ہی نہیں کہ بدھ خدا ہے وہ تو خدا کے قائل ہی نہیں ہیں (اس لئے آپ نے پتہ نہیں کس بدھ سے بات کی ہے۔ میں نے تو جس سے بھی بات کی ہے وہ یہی جواب دیتے ہیں اور اگر خدا کو ماننے والے بدھ ہیں تو وہ بدھا کو خدا کہتے ہی نہیں) وہ کہتے ہیں وہ پیغمبر ہے۔ پس بدھوں کی بھاری تعداد بدھ کو خدا مانتی ہی نہیں اور نہ وہ دعا کے ان معنوں میں قائل ہیں۔ چنانچہ اس گھر کے جو مالک ہیں جب ان سے میری ملاقات ہوئی تو میں نے ان سے بھی یہ سوال کیا کہ کیا آپ خدا کے قائل ہیں۔ انہوں نے کہا نہیں۔ میں نے کہا بدھ کے مجسمے کے سامنے جب آپ پرارتھنا میں ہاتھ اٹھاتے ہیں تو کیا کرتے ہیں۔ انہوں نے جواب دیا کہ ہم بدھ سے کچھ نہیں مانگتے ہم تو ایک احترام کے طور پر اس کی یاد میں اپنے وجود کو اس کے رنگ میں رنگین کرنے کے لئے تصور باندھتے ہیں اس سے زیادہ کوئی دعا نہیں کرتے۔ اس لئے اول تو یہ بات ہی غلط ہے کہ بدھ بدھا سے مانگتے ہیں اور وہ ان کو دیتے ہیں۔ یہ ان کا دعویٰ ہی نہیں۔ آپ خواہ مخواہ ان کی طرف یہ بات کیوں منسوب کر رہے ہیں۔

قبولیت دعا کا فیض عام

اس سوال کا دوسرا پہلو یہ ہے کہ عیسائی جو آپ کو یہ کہتے ہیں کہ ہم نے دعا کی اور قبول ہو گئی اگر آپ اس کا تجزیہ کریں تو ہرگز بعید نہیں ہے کہ انہوں نے خدا سے دعا کی ہو اور عیسیٰ کا نام بیچ میں یوں ہی لے دیا ہو اور عملاً خدا نے دعا قبول کی ہو اور یہ ہو سکتا ہے۔ ہماری اس میں کوئی اجارہ داری نہیں ہے کہ خدا صرف ہمارا ہے اور کسی کا نہیں۔ قرآن کریم کھلم کھلا یہ کہتا ہے کہ اللہ رحمان اور رحیم ہے اس کی رحمانیت اور رحیمیت کا فائدہ ساری مخلوق کو پہنچ رہا ہے۔ وہ

(باقی صفحہ ۱۹ پر)

محترم مولانا غلام باری صاحب سیف

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا تعبّد و زہد

کسی بھی مذہبی شخصیت کے لئے عبادت اور زہد ایک اہم معیار ہے۔ عبادت یہ ظاہر کرتی ہے کہ اس کا خدا سے کیا تعلق تھا۔ اسے خدا سے کتنا اور کیسا پیار تھا۔ خدا کی یاد اس کے دل میں کیسی تھی اس کے شب و روز اور اس کی حرکت و سکون میں کتنی للّٰہیت تھی۔ اگر ایک شخص مذہبی رہنمائی کا مدعی ہے لیکن خدا کا ذکر کبھی اس کے لب پر نہیں آیا۔ اس کا سارا پیار دنیا سے ہے اور ساری قوت اور صلاحیت اس کی دنیا کے لئے ہی صرف ہوتی ہے تو وہ شخص مذہبی رہنمائی تو رہی ایک طرف "خدا والا" بھی نہیں کہلا سکتا۔ عبادت کا جو طریق، تصور اور ضابطہ محمد مصطفیٰ ﷺ نے بیان فرمایا وہ سب سے نرالا ہے۔ اور جس طریق پر آپ نے خدا کی عبادت کی وہ یہ واضح کرتی ہے کہ آپ کی ساری زندگی خدا کے لئے تھی اور آپ کی زندگی میں خدا ہی خدا تھا۔

عبادت کا حقیقی تصور

عبادت کے متعلق حضور ﷺ نے یہ تصور دیا کہ ہر کام جو خدا کے لئے کیا جائے۔ خدا کے حکم اور اس کی محبت کی وجہ سے کیا جائے وہ عبادت ہے مثلاً اگر آپ بیوی بچوں کو کھلاتے ہیں اور صرف اس لئے کھلاتے ہیں کہ میرے خدا کا حکم ہے اور اگر میں اس میں کوتاہی کرتا ہوں تو خدا کے سامنے جواب دہ ہوں گا۔ تو یہ عین عبادت ہے۔

(الادب المفرد باب نفقۃ الرجل علی اہلہ)

اگر آپ نے موٹر خرید کی ہے کہ سیر کو جایا کریں گے یا دفتر جایا کریں گے تو یہ عبادت نہیں۔ لیکن اگر آپ نے اس لئے خرید کی کہ خدا کی طرف سے جو فرائض مقرر ہوئے ہیں ان کی ادائیگی میں اس سے مدد لوں گا۔ بیت الذکر میں دور سے نماز باجماعت میں شامل ہو سکوں گا تو یہ عبادت ہے۔ نبی اکرم ﷺ ایک دفعہ ایک صحابی کے گھر تشریف لے گئے آپ نے گھر میں کھڑکی دیکھ کر تربیت کی غرض سے اسے پوچھا یہ کھڑکی کس لئے رکھی ہے؟ اس صحابی نے جواب دیا تا ہوا آیا کرے۔ فرمایا اگر تم اس نیت سے رکھتے کہ اذان کی آواز سنا کروں گا۔ تو یہ سارا ثواب ہوتا۔ ہوا تو آ ہی جاتی تھی۔ غرض حضور ﷺ نے عبادت کا جو تصور دیا وہ سب سے نرالا اور سب سے اعلیٰ اور آسان ہے صرف نیت کی تبدیلی کی ضرورت ہے اور وہ یہ کہ ہر کام میں ہماری نیت خدا تعالیٰ کی خوشنودی ہو۔

عبادت کی اقسام

دین میں عبادت کی مختلف صورتیں ہیں ایک صورت یہ ہے کہ مقررہ اوقات میں اور مخصوص طریق پر عبادت بجالائی جائے جیسے نماز ہے جس کے اوقات مقرر ہیں طریق مقرر ہے شرائط ہیں کہ وضو کر کے مخصوص ہیئت میں ہم مخصوص الفاظ یا مناجات کو دہرائیں اور یہ بعض اوقات میں منع بھی ہے مثلاً سورج طلوع ہونے کے وقت اور عصر کی نماز کے بعد غروب شمس تک۔ لیکن ذکر الٰہی یعنی خدا کو یاد کرنا۔ اس کی تسبیح و تقدیس کرنا۔ استغفار اور اس کی صفات کا ورد یہ ہر وقت ہو سکتا ہے۔ نبی اکرم ﷺ دعویٰ نبوت سے بھی قبل کئی کئی دن گھر سے باہر غار حرا میں جا کر اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات پر غور فرماتے اس کے نام کا ورد کرتے خدا کی تقدیر تھی کہ اس عبادت کے نتیجہ میں آپ کا مزکّیٰ دل انوار خداوندی کا مہبط بن گیا۔ آپ کی سیرت و سوانح نگاروں نے آپ کی ہر دعا کو محفوظ کیا آپ کی زوجہ محترمہ حضرت عائشہؓ جو بڑا علمی ذوق رکھتی تھیں اور نہایت ذہین اور نکتہ رس تھیں فرماتی ہیں۔

"آپ ہر وقت خدا کا ذکر کرتے تھے آپ کی زبان ہر وقت ذکر الٰہی سے تر رہتی۔ (ترمذی ابواب الدعوات) آپ سوتے وقت، پہلو بدلتے وقت، بیدار ہوتے وقت، وضو یا غسل کرتے وقت، لباس بدلتے وقت، گھر سے باہر جاتے وقت، گھر میں آتے وقت، مسجد میں داخل ہوتے وقت، مسجد سے نکلتے وقت، سواری پر چڑھتے وقت، بلندی پر چڑھتے وقت، نئے چاند کو دیکھتے وقت، ہوا کی تیزی کے وقت، بارش کے نزول کے وقت، نیا پھل ملنے پر، بیت الخلاء کو جاتے وقت، بیت الخلاء سے نکلتے وقت، دودھ پیتے وقت، کسی بستی میں داخل ہوتے وقت بعض مخصوص دعائیں پڑھتے جو سب کی سب احادیث میں منضبط ہیں۔ ان سے پتہ چلتا ہے کہ خدا کا یہ پیغمبر ہر آن خدا کی یاد میں محو رہتا تھا۔ اسے ہر انقلاب میں، رات دن کی تبدیلی میں، سورج اور چاند کے گرہن میں، بہار و خزاں کی آمد پر، غرض ہر تبدیلی میں خدا کی تقدیر ہی نظر آتی۔ کیا کسی نبی نے ان مخصوص مواقع کے لئے مخصوص دعائیں بتلائیں یا کیں۔ اسی لئے آپ کے شدید دشمن بھی کہا کرتے تھے کہ عشق محمدٌ ربّہٖ محمد تو اپنے رب کا عاشق ہے۔

کیفیت عبادت

انسان دن بھر کام کاج کے بعد رات کو تھک کر چور ہو کر بستر پر چلا جاتا ہے اور پھر اعصاب کی تسکین کی خاطر طاقت کی بحالی کے لئے وہ گہری نیند سوتا ہے۔ لیکن حضور اپنی نیند کے بارہ میں فرمایا کرتے۔

میری آنکھیں تو بے شک سوتی ہیں لیکن دل بیدار رہتا ہے۔ (صحیح بخاری)

اور آپ کی کیفیت یہ تھی کہ ہر پہلو بدلنے پر آپ کی زبان پر خدا اور اس کی مناجات ہوتیں وہ راتوں کی تنہائیوں میں خدا کے حضور کھڑے ہو جاتے جب دنیا والے آرام کر رہے ہوتے خدا کا رسول اپنے محبوب کو پکارتا اس سے التجائیں کرتا آپ کی محبوب بیوی عائشہؓ فرماتی ہیں۔ ایک رات میرے یہاں حضور کی باری تھی۔ دیا بجھ چکا تھا میری جو آنکھ کھلی میں نے بستر ٹٹولا تو آپ بستر پر نہ تھے میں گھبرائی باہر صحن میں نکلی تو حضور سجدہ میں پڑے یہ کہہ رہے تھے۔

اے میرے پروردگار سجدلک روحی وجنانی میری روح اور میرا دل تیرے حضور سجدہ ریز ہیں۔ (نسائی باب الغیرہ)

رات کی تنہائیوں میں جب ہر طرف ہو کا عالم ہوتا مردوں کی آرام گاہ یعنی قبرستان میں چلے جاتے اور دعائیں کرتے۔ حدیث میں آیا ہے ایک صحابی کہتے ہیں ایک رات مجھے آپؐ کے ساتھ تہجد پڑھنے کی سعادت نصیب ہوئی تو میں نے دیکھا۔ حضور ﷺ نے ایک رکعت میں ساڑھے پانچ سپارے کے قریب پڑھے۔ وہ کہتے ہیں میں جوان تھا لیکن میری ٹانگیں لڑکھڑانے لگیں۔ ایک بار آپؐ ساری رات قرآن مجید کی ایک آیت کو نماز میں دوہراتے رہے۔

یہ آیت جو حضرت مسیحؑ کی دعا ہے قرآن میں منقول ہے۔ آپؐ رات بھر اسے پڑھتے رہے اور امت کے لئے خدا سے دعا کرتے رہے۔

میرے پروردگار! اس محسن باپ پر جس نے ہمارے لئے اپنا آرام قربان کردیا جس نے ہماری خاطر آنسو بہائے' جو راتوں کو ہمارے لئے جاگا۔ ذوالعرش! اس کی روح پر جب تک یہ دنیا قائم ہے اور اس کے بعد بھی تا ابد رحمتیں نازل فرما۔

نماز میں جب آپؐ قرآن پڑھتے رحمت کی آیات آتیں ٹھہر جاتے اور خدا سے رحمت طلب فرماتے۔ عذاب کی آیات آتیں تو خشیت سے لبریز دل پھر توقف کرتا اور خدا کے عذاب سے پناہ مانگتا۔ ایک بار حضورؐ نماز ادا فرما رہے تھے نماز پڑھتے پڑھتے آپؐ آگے بڑھے اور نماز میں ہی پیچھے ہٹے۔ دیکھنے والے نے وجہ دریافت کی تو فرمایا۔

"نماز میں میرے سامنے جنت پیش کی گئی میں نے اس کے مہکتے رس بھرے خوشے دیکھے انہیں لینے کے لئے آگے بڑھا اور نماز میں میرے سامنے جہنم پیش کی گئی اس کے بھڑکتے ہوئے شعلے دیکھے تو میں پیچھے ہٹا۔" (بخاری باب العقد)

آپؐ فرماتے ہیں۔

"دین کی خوبی یہ ہے کہ تو خدا کی عبادت اس طرح کرے کہ گویا تو اس کو دیکھ رہا ہے۔ اگر یہ کیفیت تجھے نصیب نہیں تو کم از کم یہ احساس ہو کہ وہ تجھے دیکھ رہا ہے۔" (بخاری کتاب الایمان)

ایک بار کسی نے حضرت عائشہؓ سے حضورؐ کی نماز کی کیفیت دریافت فرمائی۔ انہوں نے جواب دیا۔

"نہ پوچھ آپؐ کی نماز کے حسن اور طول کے متعلق" (بخاری کتاب التہجد)

یہ فقرہ اس وقت کہا جاتا ہے جب اس کی کیفیت بیان کرنے سے زبان عاجز ہو۔

رمضان کے مہینہ کی آمد ہوتی تو آپ عبادت کے لئے کمر کس لیتے۔ کبھی آپؐ نے یہ بھی کیا کہ سحری نہ کھائی اور مسلسل روزہ رکھا۔ صحابہ نے آپ کی اقتدا میں ایسا کرنا شروع کیا تو آپؐ نے ازراہ شفقت فرمایا ایسا نہ کرو۔ میرے خدا کا معاملہ مجھ سے الگ ہے وہ مجھے کھلاتا اور پلاتا ہے۔ (بخاری کتاب الصوم)

سب کے ساتھ خدا کا یہ معاملہ نہیں ہوتا۔

رمضان کے آخری دس دن آپؐ بیوی بچوں سے الگ ہو کر مسجد میں چادریں تان کر بیٹھ جاتے اور یہ دن ذکر الٰہی' دعاؤں اور تلاوت قرآن میں گزارتے۔ وفات سے پہلے رمضان کے دس نہیں بلکہ بیس دن آپؐ مسجد میں اعتکاف بیٹھے اور ذکر الٰہی میں مصروف رہے۔ رمضان کے روزے تو فرض یعنی ہر مسلمان کے لئے ضروری ہیں۔ آپؐ اس کے علاوہ ہر ماہ میں تین نفلی روزے رکھتے کہ اللہ کے ہاں ہر نیکی کا اجر دس گنا ہے اور تین روزوں کا مطلب ہوا کہ مہینہ بھر روزے ہو گئے۔ اس کے علاوہ شوال جو رمضان کے بعد کا مہینہ ہے اس کے آغاز میں چھ روزے رکھتے۔ اس کے علاوہ محرم کے دس دن روزے رکھنے کا بھی حدیث میں ذکر آتا ہے۔

روزہ کی غرض خدا کی خاطر بھوکا اور پیاسا رہ کر خدا کی یاد سے دل کو آباد کرنا اور قلب کی تطہیر ہے۔ آپ فرماتے تھے روزہ گناہ سے بچنے کے لئے بطور ڈھال کے ہے اور روزہ کے بدلہ میں انسان کو خدا ملتا ہے۔ عبادت اور ذکر الٰہی کا اندازہ اس سے بھی بخوبی ہو سکتا ہے کہ مرض الموت میں ایک دن باری باری سات مشکیزے اپنے اوپر پانی کے ڈلوائے اور نماز کے لئے تشریف لے گئے۔ کیفیت یہ تھی کہ دو صحابہ کے کندھوں پر آپؐ کے ہاتھ تھے اور پاؤں زمین پر گھسٹتے جاتے تھے۔ (بخاری کتاب المغازی) اللہ اللہ! یہ نمونہ کیا کہیں نظر آتا ہے! اور آخر الفاظ جو آپ کی زبان پر تھے وہ یہ تھے۔ (

اے اللہ بلند و برتر ساتھی! اے اللہ بلند و برتر ساتھی!

اور ہاتھ آسمان کی طرف تھا۔ یہ کہتے کہتے ہاتھ ڈھلک گیا اور خدا کا پیارا بندہ اسے پکارتا اس کے حضور پہنچ گیا۔ (بخاری کتاب المغازی)

اپنے پروردگار کی یاد آپ کی روح کی غذا تھی۔ لوگ اولاد کو آنکھ کی ٹھنڈک کہتے ہیں لیکن آپ فرمایا کرتے میری آنکھ کی ٹھنڈک نماز میں ہے اسے رات کو بیوی کے گرم بستر پر نہیں زمین پر سجدہ ریز ہونے میں سکون ملتا ہے۔ اور جب وہ خدا کا عابد جبین نیاز خاک پر رکھ کر اپنے محبوب کو یاد کرتا تو صرف پیشانی ہی خاک آلود نہیں ہوتی تھی اس کی روح بھی گداز ہو کر آستانہ الوہیت پر بہہ پڑتی تھی اور وہ یہ کہتے سنائی دیتے۔

سجدلک روحی وجنانی (نسائی)

میری روح اور میرا دل تیرے حضور جھک گئے۔ پروردگار نے اپنے در پر انتہائی جھکنے والے کو انتہائی عظمتوں سے ہمکنار کر دیا۔ وہ حقیقی عبد بنے۔ انہوں نے خدا کے نقوش کو قبول کیا تبھی آپ کے وجود کے ذریعہ خدا ظاہر ہوا۔ کیا آپ نہیں دیکھتے؟ کہ جب لوہا انتہائی سوزش میں پڑتا ہے تو خود انگارا بن جاتا ہے۔ پیغمبر خدا نے خدا میں فنا ہو کر اس کے ہر نقش کو قبول کیا تبھی خدا کی قدرتیں اس کے ذریعہ ظاہر ہوئیں' اس کی دعا سے بادل برسے' آندھیاں چلیں' قحط سالی دور ہوئی۔ اس کی دعا کی برکت سے عمروں میں غیر معمولی برکت ہوئی۔ اس کی بددعا سے دشمنوں نے موت کا پیالہ چکھا اور اپنوں نے ابدی زندگی پائی۔ آپؐ ہی کی دعا کے نتیجہ میں بڑی بڑی حکومتیں پاش پاش ہوئیں اور مسلمانوں کو قیصرو کسریٰ کے محلات کی چابیاں تفویض کی گئیں۔

زہد کا حقیقی تصور

زہد کے معنے چھوڑنا' دنیا سے بے رغبتی اور عبادت کے لئے علیحدگی حاصل کرنا ہیں۔

حدیث میں زہد کا مفہوم خود حضور ﷺ نے بیان فرمایا ہے آپؐ فرماتے ہیں۔ زہد یہ نہیں ہے کہ حلال چیز کو حرام قرار دے یا اپنا مال ضائع کر

دے۔ مثلاً گھربار کو آگ لگادے اور لنگوٹی باندھ کر جنگل میں چلا جائے۔ دنیا کی ذمہ داریوں سے الگ ہونا "فرار" ہے۔ دنیا کے اندر رہ کر دنیا سے دل نہ لگائے یہ زہد ہے۔ دنیا دین کی راہ میں حائل نہ ہو۔ دین کی طرف جائے تو دنیا اس کے پاؤں نہ تھامے۔ یہ زہد ہے۔ خدا کے حکم کے مطابق سب رشتہ داروں کے حقوق ادا کرے۔ دولت کو خدا کے لئے اس کے بندوں کی بھلائی کے لئے پانی کی طرح بہائے یہ زہد ہے۔

دین میں رہبانیت کا تصور نہیں ہے۔ سادھو اور فقیر خاک مل کر اور رنگ دار کپڑے پہن کر نہیں بنتا بلکہ دل کو پاک و صاف کرنے سے بنتا ہے۔ دل کو خدا کی محبت میں رنگنے سے ' خدا کا رنگ اختیار کرنے سے خدا حاصل ہوتا ہے۔

حضورؐ کا زہد

اور دیکھئے حضور کا اس بارہ میں نمونہ یا سیرت کیا تھی؟ اللہ تعالیٰ نے آپ کو فتوحات سے نوازا آپؐ کے سامنے سونے چاندی کے انبار لگ گئے لیکن خدا کے برگزیدہ رسول کا کاشانہ کیا دنیاوی اموال سے پر ہوا؟ یا وہی خدا کا ہی نام تھا۔ مدنی زندگی جو فتوحات کی زندگی تھی اس میں ایک بار حضرت عمرؓ آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے حضور ننگی چارپائی پر لیٹے ہوئے تھے۔ جسم پر نشان پڑ گئے تھے۔ کمرہ میں چند مٹھی جو اور ایک آدھ کھال تھی۔ حضرت عمرؓ نے یہ کیفیت دیکھی تو رو پڑے حضور نے وجہ پوچھی تو عرض کیا یا رسول اللہ قیصر و کسریٰ اس کر و فر سے رہیں اور خدا کے رسول کی یہ معیشت فرمایا عمر! دنیا میں اس طرح رہو جیسے ایک مسافر یا اجنبی (مسلم کتاب الطلاق) سامان کی فراوانی مسافر کے لئے بوجھ اور مسئلہ بن جاتی ہے۔ کشائش اور مال و دولت اللہ تعالیٰ کی طرف سے امتحان ہوتا ہے۔ یہ مال و دولت نعمت ہے لیکن اس وقت جبکہ اسے مخلوق خدا کی خدمت کے لئے ' نصرت دین کے لئے صرف کیا جائے ورنہ یہ بیڑیاں اور ہتھکڑیاں ہیں۔ ان کو توڑ کر ' چھوڑ کر ' ان علائق کو ترک کر کے ہی خدا کی طرف بندہ آ سکتا ہے۔ اگر انسان دنیا میں پھنس کر دنیا کا ہو گیا۔ تو امتحان میں فیل ہو گیا اور عبادت و زہد کے دعوے ہوا ہوئے۔

جب فتوحات ہوئیں ' سونا چاندی آیا تو بعض ازواج مطہرات نے زیورات کا مطالبہ کیا۔ قرآن کریم میں آیات نازل ہوئیں اللہ تعالیٰ نے فرمایا! ان کو کہہ دے۔ اے نبی کی بیویو! اگر دنیا اور اس کا سامان لینا چاہتی ہو تو آؤ میں دے دوں لیکن پھر میرا اور تمہارا سفر الگ الگ ہو جائے گا۔ (سورۃ احزاب)

تارک دنیا محمدؐ اور پیغمبرؐ تمہارے ساتھ نہیں رہ سکے گا۔ ایک بار آپؐ نماز پڑھ رہے تھے۔ چادر کے نقش و نگار پر نظر پڑ گئی۔ نماز میں خلل محسوس ہوا تو ارشاد ہوا۔ چادر بدل دو میری توجہ میں خلل پیدا ہوا ہے۔ (مسلم کتاب الصلوٰۃ)

) یہ زہد ہے کہ دنیاوی آسائش اور زینت ہماری توجہ خدا سے نہ ہٹا سکیں۔ جنگ بدر میں قیدی آئے اور حضور ﷺ نے مستحق اصحاب میں تقسیم فرما دیئے۔ حضرت علیؓ نے حضورؐ کی نور نظر اور پیاری بیٹی حضرت فاطمہؓ کو بھجوایا۔ فاطمہ جاؤ تم بھی گھر کے کام کاج کے لئے کوئی غلام لے آؤ۔ حضرت فاطمہ ابا کی خدمت میں حاضر ہوئیں عرض کیا۔

ابا! چکی پیس پیس کر ہاتھوں میں گٹے پڑ گئے ہیں۔ مشکیزہ اٹھا اٹھا کر کمر پر نشان پڑ گئے ہیں۔ جھاڑو دے دے کر کپڑے میلے ہو جاتے ہیں مجھے بھی کوئی قیدی عطا ہو۔ فرمایا جان پدر! وہ تم سے پہلے مستحق لوگ لے گئے۔ میں تمہیں اس سے ایک اچھی بات بتلاتا ہوں۔ سوتے وقت گیارہ دفعہ اللہ اکبر۔ گیارہ دفعہ الحمد للہ۔ گیارہ دفعہ سبحان اللہ پڑھ لیا کرو۔ (ترمذی ابواب الدعوات)

یہ تھا میرا آقا محمدؐ۔ دنیا جس کے دامن کو آلودہ نہ کر سکی۔ دنیا جس کے دامن کو تھام کر اپنی طرف نہ کھینچ سکی۔ یہ وہ لوگ ہوتے ہیں جو دنیا کو تین طلاقیں دے چکے ہوتے ہیں۔ ایک حدیث میں حضورؐ نے فرمایا۔

"مجھے کیا دنیا سے۔ میری مثال تو ایک سوار کی ہے جسے دوپہر آئی تو درخت کے سایہ میں لیٹ گیا۔ دوپہر ختم ہوئی تو اٹھ کر منزل کو روانہ ہو گیا۔ یہ مثال ہے آخرت کی منزل کے راہی کی۔ (ترمذی ابواب الزہد)

صدقہ اپنے لئے اور اپنے خاندان کیلئے جائز نہ رکھا

سردار انبیاءؐ ایک دن گھر میں تشریف فرما تھے۔ حضرت حسن آپؐ کے نواسہ نے چارپائی پر پڑی کھجور اٹھا کر منہ میں ڈال لی حضورؐ نے دیکھا تو فرمایا اخ تھو! نکال پھینکو۔ یہ صدقہ کی کھجور ہے۔ جو میری اولاد کے لئے جائز نہیں ہے۔ اور نواسے سے کھجور اگلوا دی۔ (بخاری کتاب الزکوٰۃ)

بے شک زہد یعنی دولت کمانا لیکن [illegible] سے دور رہنا بڑا مشکل امر ہے لیکن جن کی محبت خدا سے لگی ہو جن کا مطمح نظر وہ خدا ہو جس پر ان کی نظر ٹک گئی ہو وہ دنیا کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہیں دیکھتے۔ دنیا کی رعنائیاں اور اس کا جمال ان کی نظر اور توجہ کو اپنی طرف مبذول نہیں کر سکتے خوب فرمایا اس منزل کے ایک راہی نے۔

درجہاں و باز بیرون از جہاں
بس ہمیں آمد نشان ناملاں

آپؐ تو دعا کیا کرتے تھے اے اللہ! مجھے مسکینی یعنی عجز و انکسار کی زندگی عطا کر۔ میری موت بھی مسکینی کی حالت میں آئے اور قیامت کے دن مسکینوں کے ساتھ میرا حشر ہو۔ (ترمذی ابواب الزہد)

حضرت سلمانؓ کے اسلام کے واقعہ میں مورخ ابن ہشام نے ایک عجیب حکایت لکھی ہے جس سے حضورؐ کی زہد پر روشنی پڑتی ہے۔ اسلام سے قبل حضرت سلمانؓ آتش پرست تھے۔ ان کے ابا ان سے بے حد محبت کرتے تھے۔ انہیں گھر سے بھی نہ نکلنے دیتے ایک دن انہوں نے سلمان کو اپنی جائیداد اور زمین کے کام کے سلسلہ میں باہر بھیجا اور تاکید کی کہ جلد چلے آنا۔ زیادہ دیر باہر نہ ٹھہرنا۔ سلمان ایک گرجا کے پاس سے جو گزرے تو وہاں عبادت ہو رہی تھی۔ پادری عبادت کروا رہا تھا ان کے کانوں کو یہ آواز اچھی معلوم ہوئی۔ گرجے میں چلے گئے اور بیٹھے سنتے رہے گھر پہنچے ابا نے دیر کی وجہ دریافت کی تو انہوں نے تمام ماجرا کہہ ڈالا اور عرض کی ہمارے مذہب

سے یہ مذہب اچھا ہے۔ ابا نے لاکھ سمجھایا لیکن سلمانؓ آتش پرستی اور عیسائیت کا موازنہ کر کے عیسائیت کو ترجیح دے چکے تھے۔ چنانچہ انہوں نے عیسائیت کو قبول کر لیا۔ اور گرجا میں اس پادری کے ساتھ رہنے لگے۔ انہوں نے دیکھا کہ پادری لوگوں کو خدا کی راہ میں خرچ کرنے کی ترغیب دیتا اور لوگوں سے جو وصول ہوتا اسے اپنے پاس جمع کرتا جاتا۔ حتیٰ کہ اس نے سونے چاندی کے سات گھڑے بھر لئے۔ حضرت سلمانؓ کہتے ہیں۔ مجھے اس پادری سے سخت نفرت ہو گئی جب وہ مرا اور عیسائی اس کی تکفین و تدفین کے لئے جمع ہوئے تو سلمانؓ نے کہا یہ بہت برا شخص تھا۔ تمہیں صدقہ کی تلقین کرتا تھا۔ لیکن غریبوں، مسکینوں پر خرچ کرنے کی بجائے خود اپنے لئے جمع کرتا اور مسکینوں کو تو ایک پیسہ نہ دیتا تھا۔ سلمان نے ان کی تسلی کے لئے ان کو وہ سات گھڑے دکھا دیئے چنانچہ لوگوں نے اس پادری کو مذہبی رسوم کے ساتھ دفن کرنے کی بجائے اس کی لاش کو صلیب پر لٹکایا اور اسے کوڑے مارے۔ پھر اس کی جگہ کسی اور آدمی کو جو اچھا تھا گرجا میں مقرر کیا جب وہ مرنے لگا تو سلمان نے کہا کہ مجھے بتا دیجئے میں آپ کے بعد کہاں جاؤں؟ اس نے کہا بیٹا! لوگ بہت بدل گئے ہیں۔ موصل میں ایک شخص اس نام کا ہے وہ نیک آدمی ہے میرے بعد تم وہاں چلے جانا۔ چنانچہ سلمانؓ نے اس کی نصیحت پر عمل کیا۔ جب اس کی وفات کا وقت قریب آیا تو سلمانؓ نے اس سے بھی اسی طرح پوچھا تو اس اسقف نے کہا بیٹا! میرے بعد تو "نصیبین" میں فلاں پادری کے پاس چلے جانا۔ چنانچہ سلمانؓ نے اس کی نصیحت پر عمل کیا اور نصیبین میں اس شخص کے پاس چلا گیا جب اس کا آخری وقت آیا تو سلمانؓ نے اس سے بھی اسی طرح پوچھا اس نے سلمانؓ کو کہا تم میرے بعد عموریہ (روم) چلے جانا۔ وہاں میری طرح کا پادری ملے گا۔ چنانچہ سلمانؓ نے ایسا ہی کیا اور وہاں کچھ کام بھی کرنا شروع کر دیا۔ جس کے نتیجہ میں سلمانؓ کے پاس کچھ گائیں اور بکریاں ہو گئیں اب جب اس پادری کا آخری وقت آیا تو سلمانؓ نے اس سے پوچھا میں کہاں جاؤں؟ اس نے جواب دیا بیٹا! آج ہم میں مذہب پر صحیح عامل تو کوئی رہا نہیں لیکن پیغمبر آخر زمان کا وقت آ گیا ہے جو ابراہیم کے دین پر آئے گا اور عربوں میں سے ہو گا۔ اس کی علامت یہ ہو گی کہ وہ ہدیہ کھائے گا صدقہ نہیں کھائے گا۔ اور اس کے دونوں کندھوں کے درمیان نبوت کی مہر ہو گی۔ کھجوروں والی زمین میں مبعوث ہو گا۔

سلمانؓ کہتے ہیں اس کی وفات کے بعد میں عموریہ میں رہا یہاں تک کہ کلب قبیلہ کے تجار کا ایک گروہ وہاں آ نکلا میں نے ان سے کہا مجھے عرب کی سرزمین میں لے چلو اس کے عوض میں تمہیں یہ گائیں اور بکریاں دوں گا چنانچہ یہ سودا ہو گیا لیکن جب وہ وادی القریٰ میں پہنچے تو انہوں نے وعدہ خلافی کرتے ہوئے مجھے ایک یہودی کے پاس بیچ دیا۔ میں بادل نخواستہ اس یہودی کے پاس رہنے لگا۔ ایک دن اس یہودی کا چچا زاد مدینہ سے آیا اور اس نے مجھے اس سے خرید لیا اور مجھے مدینہ لے آیا۔ چنانچہ مجھے یہ زمین وہی معلوم ہوئی جو مجھے مرنے والے نے بتائی تھی۔

نبی اکرم ﷺ ہجرت کر کے مدینہ تشریف لانے والے تھے۔ اس یہودی کا ایک رشتہ دار اس کے پاس آیا اور اس نے بتایا۔ لوگ، آج قبا میں اس آدمی کے لئے اکٹھے ہو رہے ہیں جس نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے۔ سلمانؓ کہتے ہیں جب میں نے یہ سنا تو مجھ پر کپکپی طاری ہو گئی میں کھجور پر چڑھا ہوا تھا۔ جلدی جلدی نیچے اتر آیا اور اپنے مالک یہودی سے پوچھا یہ آپ کا رشتہ دار کیا کہتا تھا؟ میرا مالک بڑا ناراض ہوا اس نے مجھے ایک تھپڑ رسید کیا اور کہا چل تو اپنا کام کر لیکن میں نے شام کو جو کچھ میرے پاس تھا لیا اور قبا حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی۔

میں نے سنا ہے آپ بزرگ آدمی ہیں۔ اور آپ کے ساتھی کچھ غریب حاجتمند ہیں میری طرف سے یہ صدقہ لے لیجئے میری رائے میں آپؐ سے زیادہ اس کا حقدار اور کوئی نہیں۔ اور میں نے وہ چیزیں حضورؐ کی خدمت میں پیش کر دیں۔ حضورؐ نے اپنے ساتھیوں کو فرمایا۔ تم کھاؤ۔ لیکن آپؐ نے ہاتھ نہ بڑھایا۔ میں نے اپنے دل میں کہا یہ علامت بھی پوری ہوئی پھر میں چلا گیا اور کچھ اور جمع کرتا رہا۔ اس عرصہ میں حضورؐ بھی مدینہ میں تشریف لے آئے تھے۔ اب میں نے پھر حاضر ہو کر وہ چیزیں پیش کیں اور عرض کی یہ ہدیہ ہے جو آپؐ کی خدمت میں پیش ہے چنانچہ اس بار حضورؐ نے اس میں سے کچھ تناول فرمایا اور اپنے اصحاب کو بھی کھانے کے لئے دیا۔ اب میں نے کہا یہ علامت بھی پوری ہو گئی۔ اس کے بعد میں نے حضورؐ کو دیکھا آپ ایک جنازہ میں شمولیت کی غرض سے تشریف لے گئے تھے میرے دل میں یہ تھا کہ میں کسی طرح نبوت کی وہ مہر دیکھوں۔ حضور کا چہرہ مبارک میری طرف تھا۔ تقدیر خداوندی تھی حضورؐ نے اپنی کمر میری طرف کی اور اوپر جو چادر تھی وہ سرک گئی اور میں نے وہ مہر کا نشان دیکھ لیا۔ میں آگے بڑھا اس مہر کو بوسہ دیا اور میں زار زار رونے لگ گیا۔ حضورؐ نے مجھے اپنے سامنے بٹھا لیا۔ میں نے سارا واقعہ حضورؐ کی خدمت میں عرض کیا۔ لیکن میں ابھی غلام تھا کچھ عرصہ غلام رہا۔ پھر حضورؐ نے فرمایا تم اپنے مالک سے مکاتبت کر لو۔ اصول یہ تھا کہ غلام آقا سے اپنی قیمت ڈلوا لیتا تھا اور پھر کما کر وہ قیمت ادا کر دیتا تھا اور اس طرح وہ آزاد ہو جاتا تھا اسے مکاتبت کہتے تھے چنانچہ سلمانؓ کہتے ہیں۔ میں نے اپنے آقا سے مکاتبت کر لی تو حضورؐ نے صحابہ میں تحریک کر کے میری قیمت مالک کو ادا کر دی۔ اور میں آزاد ہو گیا۔ (سیرت ابن ہشام)

حدیث کی کتب میں آیا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے بتایا اللہ تعالیٰ نے مجھے فرمایا کہ اگر تو چاہے تو مکہ کی بطحا وادی تیرے لئے سونے کی بنا دوں۔ میں نے عرض کی۔ اے پروردگار! میں تو چاہتا ہوں ایک دن بھوکا رہوں اور ایک دن سیر ہو کر کھانا ملے۔ (ترمذی ابواب الزھد)

جس شخص کی دنیوی زندگی کے لئے یہ تمنا نہ ہو۔ اس سے بڑھ کر کون زاہد ہو سکتا ہے۔ مال ملے، کمائے لیکن اپنی ذات پر بقدر کفاف خرچ کرے۔ یہی حقیقی زہد ہے۔

محترم مولانا دوست محمد شاہد صاحب مورخ احمدیت

عالمِ روحانی کے لعل و جواہر

دنیا کی بے ثباتی

○ حضرت مفتی محمد صادق صاحب بانی احمدیہ مشن امریکہ کی روایت ہے کہ:۔

"پہلے ایام میں اندرون خانہ سے بیت مبارک کی چھت پر آنے کے واسطے ایک لکڑی کی سیڑھی لگی ہوتی تھی اس کی طرف اشارہ کرکے (حضرت مسیح موعود) فرمایا کرتے تھے۔

میں سیڑھی پر ایک قدم رکھتا ہوں تو اعتبار نہیں ہوتا کہ دوسری پر بھی رکھوں گا"

(ذکر حبیب صفحہ 212 مولفہ حضرت مفتی محمد صادق صاحب ناشر بک ڈپو تالیف و اشاعت قادیان اشاعت طبع اول دسمبر 1936ء)

؎ دنیا بھی اک سرا ہے بچھڑے گا جو ملا ہے
گر سو برس رہا ہے آخر کو پھر جدا ہے
شکوہ کی کچھ نہیں جا یہ گھر ہی بے بقا ہے
یہ روز کر مبارک سبحان من یرانی

جس میں رحم نہیں اس میں ایمان نہیں

○ حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب بیان فرماتے ہیں:۔

"ایک دفعہ میاں (یعنی خلیفۃ المسیح ثانی) دالان کے دروازے بند کرکے چڑیا پکڑ رہے تھے کہ حضرت صاحب نے جمعہ کی نماز کے لئے باہر جاتے ہوئے انہیں دیکھ لیا اور فرمایا میاں

گھر کی چڑیاں نہیں پکڑتے۔ جس میں رحم نہیں اس میں ایمان نہیں"

(سیرت المہدی حصہ اول صفحہ 192 مرتبہ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب طبع دوم 1935ء قادیان)

حضرت منشی اروڑے خاں صاحب کی مسٹر والٹر سے ملاقات کا دردانگیز منظر

○ اوائل جنوری 1916ء کا واقعہ ہے کہ ایک یورپین مسٹر والٹر (سیکرٹری کرسچن ینگ مین ایسوسی ایشن) تحریک احمدیت سے متعلق معلومات حاصل کرنے کے لئے قادیان آئے۔

اس سلسلہ میں وہ دوبار حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کی خدمت میں حاضر ہوئے اور حضور کے تفصیلی جوابات پر بہت خوشی کا اظہار کیا اس گفتگو میں حضرت مفتی محمد صادق صاحب اور قاضی عبدالحق صاحب نے ترجمانی کے فرائض ادا کئے۔

دوران قیام مسٹر والٹر حضرت منشی اروڑے خاں صاحب تحصیلدار کپورتھلہ سے بھی ملے اور آپ سے رسمی گفتگو کے بعد دریافت کیا کہ آپ پر مرزا صاحب کی صداقت میں سب سے زیادہ کس دلیل نے اثر کیا؟ حضرت منشی صاحب نے جواب دیا:۔

"میں زیادہ پڑھا لکھا آدمی نہیں اور زیادہ علمی دلیلیں نہیں جانتا مگر مجھ پر جس بات نے زیادہ اثر کیا وہ حضرت صاحب کی ذات تھی۔

جس سے زیادہ سچا اور زیادہ دیانت دار اور خدا پر زیادہ ایمان رکھنے والا شخص میں نے نہیں دیکھا۔ انہیں دیکھ کر کوئی شخص یہ نہیں کہہ سکتا تھا کہ یہ شخص جھوٹا ہے باقی میں تو ان کے منہ کا بھوکا ہوں مجھے زیادہ دلیلوں کا علم نہیں"

یہ کہہ حضرت منشی صاحب پر رقت کی ناقابل بیان اور دردناک کیفیت طاری ہوگئی اور آپ حضرت مسیح موعود کی

یاد میں پھوٹ پھوٹ کر رونے لگے اور گریہ و زاری سے آپ کی ہچکی بندھ گئی۔

(الفضل 9۔ستمبر 1941ء صفحہ 4۔5 مضمون حضرت مرزا بشیر احمد صاحب)

؎ ہرگز نمیرد آں کہ دلش زندہ شد بعشق
ثبت است بر جریدۂ عالم دوامِ ما

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

بقیہ صفحہ ۱۴

غیروں کی دعا بھی سنتا ہے بلکہ بعض دفعہ مشرکوں کی دعا بھی سن لیتا ہے۔ پس جو خدا اتنا رحمان اور رحیم ہو کہ کبھی کبھی ہر کس و ناکس کی بات سن لے اور اس پر رحم فرمائے تو اس سے قرآن کا دعویٰ کس طرح جھوٹا ہو سکتا ہے بلکہ یہ تو قرآن کے دعوے کی تائید ہوگی۔ چنانچہ قرآن کریم فرماتا ہے کہ ایسے مشرکوں کی دعا بھی ہم قبول کر لیتے ہیں جو طوفان میں پھنسے ہوئے ہوتے ہیں اور خدا سے دعا کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ جب یہ واپس جائیں گے تو شرک کرنے لگ جائیں گے پھر بھی ہم اتنے رحمان اور رحیم خدا ہیں کہ ہم ان کی دعا سن لیتے ہیں اور ان کو طوفان سے نجات مل جاتی ہے۔ اس لئے ایسے خدا کی شفقتوں کے اظہار اگر مشرکوں پر بھی ہو جائیں تو بعید نہیں ہے۔

(باقی صفحہ ۲۰ پر)

محترم حافظ عبدالحلیم صاحب

اردو کلاس کی باتیں

ریکارڈ شدہ:۔23۔ستمبر98ء
نشریہ:۔26۔ستمبر1998ء

لجنہ اماءاللہ مرکزیہ کی نمائندہ کی نظم عزیزہ شوکت نے ترنم کے ساتھ پڑھی۔

تری خاطر عقیدت کے خزانے لے کے آئی ہوں
تری خاطر محبت کے فسانے لے کے آئی ہوں

مرے اہل وطن دیدار کو تیرے ترستے ہیں
میں انکے داغ ہائے دل دکھانے لے کے آئی ہوں

جدائی لاکھ ہو لیکن محبت کا تقاضا ہے
ترا ہر حکم ہر خواہش میں ہر لحہ بجا لاؤں

جو نغمے پیار و الفت کے بکھیرے تو نے دھرتی پر
وہی نغمے محبت کے میں گاتی ہی چلی جاؤں

ایک واقعہ

حضرت عبدالرحمن صاحب مدراس والے حضرت مسیح موعود سے بہت محبت کرتے تھے حضرت مسیح موعود بھی ان کی بڑی قدر کرتے تھے۔

حضرت عبدالرحمن صاحب بہت دیانتدار تاجر تھے۔ ایک دفعہ تمام ساز و سامان سے لدا ہوا ان کا سمندری جہاز غائب ہو گیا۔ دیوالیہ نکل جاتا تھا۔ لوگوں سے مال لیا کرتے تھے لوگوں کو بھی آپ پر بے انتہاء اعتبار تھا۔

بہرحال حضرت مسیح موعود کی خدمت میں عرض کی گئی کہ یہ کیفیت ہے۔ لوگوں کے اموال دینے ہیں۔ کیا کیا جائے؟

حضرت مسیح موعود نے فرمایا کوئی حرج نہیں آپ یوں کریں کہ گھر میں جو قیمتی اشیاء ہیں زیورات وغیرہ ان کو نکالو جن جن سے تجارت کے لئے مال لیا ہوا ہے ان کو ادا کر دیں۔ چنانچہ انہوں نے حضرت صاحب کے ارشاد کی تعمیل میں اسی طرح کیا۔ لیکن لوگوں پر اس قدر اثر ہوا کہ لوگوں نے کہا آپ اپنا مال اپنے پاس رکھیں اللہ کی مرضی ہے اگر اللہ چاہے تو وہ بھی مل جائے گا۔

حضرت مسیح موعود نے دعا کی جو گمشدہ مال ہے وہ بھی مل جائے۔ تو عجیب خدا کی قدرت کہ ڈاکو پکڑے گئے اور جہاز مع سامان کے مل گیا۔

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا:۔

حضرت مسیح موعود نے یہ جو ترکیب بتائی کہ جو مخفی ہے وہ نکالو یہ بھی حضرت مسیح موعود کی صداقت کا نشان ہے۔ اپنا پیارا تاجر تھا کہہ سکتے تھے عدالت میں چلے جاؤ قرقی کروا لیں' گھر کا (سامان) تو بچ جائے گا۔ لیکن حضرت مسیح موعود کی دیانت کا تقاضا دیکھیں کیسا تھا اس کے باوجود اس کو کہا سب کچھ دے دو۔ تو یہ ایک واقعہ تھا جو آج میں نے تبرک کے طور پر رکھا تھا۔ کہ اس سے شروع کریں گے۔

لطائف

○ ایک شخص کتا بہت مہنگا بیچ رہا تھا کسی نے کہا اس کی اتنی قیمت تو نہیں لگتی۔ اس نے کہا بات یہ ہے کہ یہ بہت وفادار کتا ہے اس کی اس خوبی کی وجہ سے یہ قیمت لگا رہا ہوں۔ یقین کرو میں نے اس کو چھ دفعہ فروخت کیا اور یہ چھ دفعہ ہی میرے پاس واپس بھاگ آیا یہ اتنا وفادار ہے۔

○ ایک بچے نے اپنی ماں کو بتایا کہ بھائی بہت بدتمیز ہے جس کرسی پر مہمان نے بیٹھنا تھا اس نے اس کرسی کے عین درمیان میں کیل گاڑ دیا تھا۔

ماں نے گھبرا کر کہا یہ تو بہت برا ہوا مہمان کو تکلیف ہوئی ہوگی۔

بچے نے کہا اماں گھبرائیں نہیں مہمان جب بیٹھنے لگا تو میں نے فوراً پیچھے سے کرسی کھینچ دی تھی۔

بقیہ صفحہ ۱۹

مقابلے کا چیلنج

دراصل یہ چھینٹا ہے جو ان کو خدا کی ہستی کا یقین دلانے کی خاطر عطا ہوتا ہے۔ اگر خدا غیروں سے کلیتہً تعلق توڑ لیتا تو دنیا بالکل دہریہ ہو کر مر جاتی اور زمین روحانی طور پر خشک ہو کر رہ جاتی۔ یہ اللہ تعالیٰ کے فضل کے چھینٹے ہیں جو دنیا کو خدا کے تصور کے ساتھ وابستہ رکھے ہوئے ہیں۔ اس لئے ہمارا یہ دعویٰ نہیں ہے اور نہ قرآن کا دعویٰ ہے کہ خدا کسی غیر کی دعا سنتا ہی نہیں۔

ہاں اگر وہ یہ کہیں کہ خدا نے دعا نہیں سنی اور عیسیٰ نے سنی ہے اور یہ ثبوت ہے اس بات کا کہ خدا ایک نہیں بلکہ دو ہیں تو اس وقت ہر احمدی کا یہ فرض ہے کہ ان کو چیلنج دے اور کہے کہ تم جھوٹے ہو میں تمہاری یہ بات نہیں مان سکتا۔ اس لئے مقابلہ کرو۔ میں دعا کرتا ہوں اپنے خدا سے اور تم اپنے خدا سے دعا کرو جس طرح حضرت مسیح موعود نے فرمایا تھا کہ 50 مریض تم چن لو اور 50 مریض میں چن لیتا ہوں اور دونوں سے ایک جیسا سلوک ہو اور پھر دیکھو خدا کس کے مریض زندہ رکھتا ہے اور کس کے مارتا ہے۔ پس ہم تو ایک زندہ خدا کے قائل ہیں جب مقابلہ کریں گے تو ہم بھی مقابلہ کریں گے جب وہ آپ کو چیلنج دیں دہریہ ہو کر یا مشرک ہو کر یا 3 خداؤں کے قائل ہو کر تو آپ کی غیرت کہاں جاتی ہے آپ ان کو کیوں نہیں اپنے خدا کا چیلنج دیتے۔ صرف یہی جواب ہے۔ عملی جواب کے سوا کوئی فلسفیاتی بحث ان لوگوں سے کام نہیں دے سکتی۔ ہر احمدی کا فرض ہے کہ وہ ایسی صورت میں غیرت دکھائے اور مقابلے کے لئے فوری طور پر تیار ہو جائے۔

بیاد ظفر

ڈاکٹر مظفر احمد ظفر مرحوم و مغفور ۔ سابق نائب امیر امریکہ ۔ وفات ۱۵ نومبر 1996

بلالی روح دیکھی تھی مظفر تیری سیرت میں
متانت تیرے چہرے پر فطانت تیری صورت میں

گزرگاہ اجیرن کی وہ زنجیر گراں توڑی
قدم بوجھل جو کرتی تھی رہ حق و صداقت میں

خلوص دل ہی کام آیا جو اس جادہ پہ لے آیا
جہاں ابرار چلتے ہیں فرشتوں کی معیت میں

وفاداری نے دھو ڈالے سبھی داغ خطا کاری
وہ لعل بے بہا نکلا تھا اسود گرچہ رنگت میں

بہت بارعب جثہ تھا ممیز ترکی ٹوپی میں
رقیق القلب انساں بھی قوی ہیکل جسامت میں

چلا گاہے بگاہے روندتا وہ نفس کے کانٹے
نہ ٹھہرا آبلہ پا وہ کراہ پا کی رخصت میں

ہوا جو سرخرو بھی تو سر تسلیم خم دیکھا
رہا استادہ خدمت میں خمیدہ عجز و طاقت میں

تخاطب میں وہ طلسم تھا کشید قلب یوں ہوتا
بخار دل نکل جاتا گرم آنسو کی حدت میں

عصا بردار اعظم بھی رہا وہ جلسہ گاہوں میں
کمر بستہ نظر آیا وہ تنظیم حفاظت میں

وہ سنگ میل منزل پہ جو پہنچا تازہ دم دیکھا
نہ دھبہ گرد عصیاں کا نہ سلوٹ کوئی خلعت میں

زھد کا چاند ماتھے پر لئے رخصت ہوا ہم سے
عجب داغ جدائی ہے چھپا وہ ابر رحمت میں

" خدا بخشے بہت سی خوبیاں تھیں مرنے والے میں "
اٹھا لیں آپ بھی دست دعا اسکی بریت میں

مظفر کی ظفریابی یہ انجام بخیر اسکا
کہوں جو بخت آور تھا بجا ہے اسکی مدحت میں

کلیم خستہ جاں تم بھی بنو کچھ غاشیہ بردوش
رہو قائم مزاجی سے خدا ترسوں کی صحبت میں

کلیم بن حبیب ۔ میری لینڈ

سیدنا حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الرابع
ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا

ایک غیر مطبوعہ قطعہ

اذانیں دے کے دُکھاؤ نہ دل خدا کے لئے
درود پڑھ کے ستاؤ نہ ۔ مصطفیٰ کے لئے
سلام کر کے دعائیں نہ دو ہمیں ۔ ہم لوگ
وہ لوگ ہیں کہ ترستے ہیں بد دُعا کے لئے

مبارک وہ جواب ایمان لایا

حضرت مولانا عبدالرحیم درد صاحب.......

ایک مخلص باوفا خادم سلسلہ احمدیہ

"اس (رحیم بخش المعروف مولانا عبدالرحیم درد صاحب۔ ناقل) کے متعلق مجھے ذرا بھی فکر نہیں کیونکہ اس کیلئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بہت دعائیں کی ہیں۔"

آپ کا خاندان اور مولد و مسکن:۔ یکے از ۳۱۳ رفقاء بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ حضرت ماسٹر قادر بخش صاحب...... کے گھرانہ میں جنم لینے والا فرزند "رحیم بخش" آسمان احمدیت کا ایک درخشندہ ستارہ۔ سراپا اخلاص و وفا مولانا عبدالرحیم درد کے طور پر ہر کس و ناکس میں معروف ہوا۔ ابتداء سے تادم آخر نہایت نمایاں طور پر خدمات سلسلہ کی توفیق پائی۔

حضرت مولانا عبدالرحیم درد صاحب...... لدھیانہ میں پیدا ہوئے آپ کی ولادت ۱۸۹۴ء کی ہے۔ آپ کے والد ماجد حضرت ماسٹر قادر بخش صاحب...... سیدنا حضرت اقدس بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ علیہ السلام کے عشاق میں سے تھے۔ پیکر اخلاص حضرت مولوی عبداللہ سنوری صاحب...... (سرخ چھینٹوں کے آسمانی نشان کے عینی شاہد) آپ کے پھوپھا اور خسر تھے۔ حضرت ماسٹر قادر بخش صاحب...... ۱۸۹۱ء میں اس مباحثہ میں موجود تھے جو لدھیانہ میں حضرت اقدس اور مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی کے مابین ہوا۔ سیدنا حضرت اقدس نے اپنی کتاب ازالہ اوہام میں حضرت ماسٹر قادر بخش صاحب......کی موجودگی کا ذکر فرمایا ہے۔ جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام ۱۸۹۲ء میں دوبارہ لدھیانہ تشریف لائے تو حضرت ماسٹر قادر بخش صاحب...... نے حضور کے دست مبارک پر بیعت کی۔ جس پر ان کے والد صاحب نے سخت تکالیف دینا شروع کی۔ انہیں اتنا مارتے کہ وہ بعض اوقات بے ہوش ہو جاتے مگر کبھی اف تک نہ کی اور بدستور بڑی سعادت سے والد صاحب کی خدمت میں مصروف رہتے۔ گالیاں سنتے مگر حق کی آواز پہنچاتے۔ آخر حضرت اقدس کی دعاؤں سے طبیعت میں نرمی پیدا ہوئی اور مخالفت ترک کر دی۔ حضرت ماسٹر قادر بخش صاحب...... کی ہمشیرہ سے حضرت مولوی عبداللہ سنوری صاحب...... کی شادی ہوئی۔ یہ رشتہ خود حضرت اقدس نے تجویز فرمایا۔

حضرت مولانا عبدالرحیم درد صاحب...... اپنے والد صاحب کی اولاد تین بیٹوں اور دو بیٹیوں میں سب سے بڑے تھے

آپ کی ولادت کے موقعہ پر آپ کا نام رحیم بخش رکھا گیا بعد میں سیدنا حضرت خلیفہ المسیح الثانی "المصلح الموعود"...... نے آپ کا نام عبدالرحیم رکھا اور درد تخلص عطا کیا۔ چونکہ آپ کی ولادت سے دو سال قبل ۱۸۹۲ء میں آپ کے والد ماجد نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت کی تھی اس طرح آپ پیدائش احمدی تھے۔

تعلیم:۔ حضرت مولانا عبدالرحیم درد صاحب...... نے ابتدائی تعلیم لدھیانہ میں حاصل کی۔ آپ ایک ذہین طالبعلم ہونے کے ساتھ ساتھ ایک اچھے کھلاڑی بھی تھے۔ آپ کی یادداشت نہایت عمدہ تھی۔ اپنی تصنیف "والد صاحب" میں آپ نے لکھا ہے کہ آپ پہلی مرتبہ ۱۸۹۹ء میں اپنے والد صاحب کے ہمراہ قادیان آئے تھے جو آپ کو اچھی طرح یاد ہے۔ اس وقت آپ کی عمر ساڑھے چار سال تھی۔ بچپن میں آپ کی صحت کمزور تھی مگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دعاؤں کی برکت سے آپ تندرست ہو گئے۔ حضرت منشی برکت علی صاحب نے ماسٹر قادر بخش صاحب...... کی وفات پر ایک مضمون تحریر فرمایا اس میں آپ تحریر فرماتے ہیں:۔

"آپ کے خلف الرشید مولوی رحیم بخش صاحب ایم اے جو آج کل حضرت خلیفہ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے پرائیویٹ سیکرٹری ہیں نویں دسویں جماعت میں پڑھتے تھے کہ آپ ان کے متعلق بڑے وثوق اور اطمینان قلبی سے فرمایا کرتے تھے کہ اس کے متعلق تو مجھے ذرا بھی فکر نہیں کیونکہ اس کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خاص طور پر دعائیں کی ہیں"۔ (الفضل ۲۳ مئی ۱۹۲۴ء)

تاریخ احمدیت جلد پنجم میں مورخ احمدیت رقمطراز ہیں:۔

"۱۹۱۴ء میں آپ نے لاہور سے بی اے کا امتحان دیا۔ لاہور میں آپ کو احمدیہ ہوسٹل میں بھی رہنے کا موقع ملا۔ احمدیہ ہوسٹل لاہور ایک عرصہ تک احمدی نوجوانوں کے لئے دینی اور علمی مرکز تھا۔ یہ وہ مرکز تھا جہاں سے حضرت نواب محمد عبداللہ خان صاحب......، حضرت ملک غلام فرید صاحب، حضرت ملک عبدالرحمٰن صاحب خادم، حضرت مولانا عبدالرحیم درد صاحب......، حضرت شیخ بشیر احمد صاحب، حضرت شیخ محمد احمد مظہر صاحب اور حضرت مرزا عبدالحق صاحب جیسے وجود پیدا ہوئے۔ سیدنا حضرت خلیفہ المسیح الثانی جب کبھی لاہور تشریف لے جاتے تو احمدیہ ہوسٹل میں ہی قیام فرماتے تاکہ طلباء کی دینی تربیت ہو سکے۔ اسی طرح حضرت مولانا غلام رسول صاحب...... راجیکی وہاں درس و تدریس کا فریضہ سرانجام دیا کرتے تھے۔ (تاریخ احمدیت: جلد پنجم: صفحہ ۲۰۳)

آپ کی شادیاں:۔ مولانا عبدالرحیم درد صاحب بی اے کرنے کے بعد مشن سکول ہوشیار پور میں ملازم ہوئے۔ ۱۹۱۶ء میں آپ نے ایم اے (عربی) اسلامیہ کالج لاہور سے پاس کیا۔ پھر ۱۹۱۹ء میں آپ مقابلہ کے امتحان میں شریک ہوئے اور کامیاب ہوئے۔ ۱۹۱۵ء میں آپ کی پہلی شادی سارہ بیگم صاحبہ بنت میاں محمد اسماعیل صاحب مالیر کوٹلوی سے ہوئی۔ حضرت خلیفہ المسیح الثانی...... نے قادیان میں آپ کے نکاح کا اعلان فرمایا۔ آپ کی دوسری شادی مریم بیگم صاحبہ بنت حضرت مولوی عبداللہ سنوری صاحب...... سے ۱۹۱۷ء میں ہوئی۔ یہ نکاح بھی حضرت

خلیفہ المسیح الثانی نے ہی پڑھا۔" ("والد صاحب": صفحہ ۴۷)

وقف زندگی اور قادیان میں مستقل قیام اور ابتدائی خدمات:۔

حضرت مولانا عبدالرحیم درد صاحب ۱۹۱۹ء میں زندگی وقف کر کے مستقل طور پر قادیان میں رہائش پذیر ہو گئے۔
قادیان آتے ہی حضرت خلیفہ المسیح الثانی...... نے آپ کو اس کمیٹی کا رکن مقرر فرمایا جو آپ نے جماعت کی بڑھتی ہوئی تبلیغی ضروریات کیلئے مدرسہ احمدیہ کو ترقی دیکر اسے ایک عربی کالج تک پہنچانے کیلئے تشکیل دی۔ اس کمیٹی نے مختلف پہلوؤں پر غور کر کے ایک سکیم تیار کی۔ (تاریخ احمدیت: جلد نمبر۶: صفحہ ۲۴)
۱۹۲۰ء میں حضرت درد صاحب کو افسر ڈاک مقرر کر دیا گیا بعد ازاں اسی محکمہ کو درد صاحب کے زمانہ میں ہی پرائیویٹ سیکرٹری کا نام دے دیا گیا۔ آپ ۱۹۲۴ء تک اسی عہدہ پر فائز رہے۔ (تاریخ احمدیت: جلد ۵: صفحہ ۱۴۸)
بعد میں ۱۹۴۱ء تا ۱۹۴۳ء کے عرصہ میں بھی آپ کو بطور پرائیویٹ سیکرٹری خدمات بجالانے کا موقعہ ملا۔

حضرت خلیفہ المسیح الثانی کی معیت میں سفر انگلستان:۔

۱۹۲۴ء میں انگلستان میں وہاں کے بعض معززین کی تجویز پر مذاہب کی ایک کانفرنس منعقد ہوئی جو **ویمبلے** کانفرنس کہلاتی ہے۔ حضرت خلیفہ المسیح الثانی...... نے اس کانفرنس میں پڑھے جانے کیلئے فوری طور پر ایک مضمون تحریر کرنا شروع کیا۔ نیز آپ نے یہ مشورہ طلب فرمایا کہ اس موقع پر جماعت کی نمائندگی میں کون شخص لنڈن جائے۔ حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب اور حضرت مولانا عبدالرحیم درد صاحب نے تجویز پیش کی کہ یہ ایک خاص موقع ہے اگر حضور خود تشریف لے جائیں تو مناسب ہوگا۔ بیرونی جماعتوں کی رائے حاصل کرنے کے بعد یہی طے پایا کہ حضور مع اپنے چند خدام کے انگلستان تشریف لے جائیں۔ چنانچہ جن احباب کو اس سفر میں حضور کی معیت کا شرف حاصل ہوا ان میں حضرت مولانا عبدالرحیم درد صاحب بھی شامل تھے۔ ۲۔ اگست ۱۹۲۴ء کو اس مبارک قافلہ نے انگلستان کی سرزمین پر قدم رکھا۔ درد صاحب کی مسودہ کو ٹائپ کروانے اور اصل متن سے مقابلے کی ذمہ داری تھی۔
(تفصیل کیلئے دیکھیں: تاریخ احمدیت: جلد ۵: صفحہ ۳۹۲ تا ۳۹۵)
اس سفر کے دوران ۱۹۔ اکتوبر ۱۹۲۴ء کو سیدنا حضرت خلیفہ المسیح الثانی...... نے "بیت فضل" لنڈن کا سنگ بنیاد رکھا۔
اس موقعہ پر منعقد ہونے والی تقریب میں مولانا درد صاحب نے ایک مختصر تقریر میں مہمانوں کا خیر مقدم کیا۔ "بیت" کا سنگ بنیاد رکھنے کے بعد حضور مع اپنے رفقاء کے نومبر میں واپس تشریف لے آئے۔ حضور نے حضرت مولانا عبدالرحیم صاحب نیر کی جگہ مولانا عبدالرحیم درد صاحب کو لنڈن مشن کا انچارج مقرر فرمایا اور مکرم ملک غلام فرید صاحب کو نائب مقرر فرمایا۔ آپ کے لنڈن مشن کا انچارج مقرر ہونے کے ساتھ ہی رسالہ ریویو آف ریلیجنز قادیان کی بجائے لنڈن سے شائع ہونے لگا۔ (تفصیل کیلئے دیکھیں: تاریخ بیت فضل لنڈن: مصنفہ حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب)

اسی طرح حضرت مولانا عبدالرحیم درد صاحب کی ادارت میں لنڈن سے ایک ہفت روزہ اخبار "مسلم ٹائمز" بھی شائع ہوتا رہا۔ (الفضل ۲۸ دسمبر ۱۹۳۹ء)

آپ کے قیام کے دوران ہی "بیت" فضل لنڈن کی تعمیر مکمل ہوئی اور اس کا افتتاح سر عبدالقادر کے ہاتھوں عمل میں آیا۔ حضرت مولانا عبدالرحیم درد صاحب "بیت" فضل لنڈن کے پہلے امام مقرر ہوئے۔ قیام لنڈن کے دوران ہی آپ تبلیغی اغراض سے یورپ کے بعض اور ملکوں میں بھی دورہ پر تشریف لے گئے۔ ان ممالک میں جرمنی اور البانیہ وغیرہ شامل ہیں۔ ۲۲ اکتوبر ۱۹۲۸ء کو آپ انگلستان میں چار سال تک فرائض سرانجام دینے کے بعد واپس تشریف لائے۔ واپسی پر آپ نے ترکی، شام اور عراق میں بھی مختصر قیام کیا اور پیغام حق پہنچایا۔ سیدنا حضرت خلیفہ المسیح الثانی...... حضرت درد صاحب کے استقبال کے لئے دوسرے احباب کے ہمراہ قادیان سے قریباً تین میل باہر بٹالہ کی سڑک پر تشریف لے گئے اور معانقہ فرمایا۔

آل انڈیا کشمیر کمیٹی اور حضرت درد صاحب کی خدمات:۔

وادی کشمیر کی مسلم اکثریت ۱۹۳۰ء کی دھائی میں ڈوگرہ راج کے شدید مظالم کا شکار تھی۔ سیدنا حضرت خلیفہ المسیح الثانی...... کشمیری مسلمانوں کی حالت سے خوب باخبر تھے اور آپ کا دل ان مظلوموں کیلئے بہت درد محسوس کرتا تھا۔ چنانچہ آپ نے ان کے حقوق کی خاطر جدوجہد شروع کی۔ ۳ جولائی ۱۹۳۱ء کو جب سری نگر میں مظلوم مسلمانوں پر گولی چلائی گئی تو حضور نے وائسرائے ہند کو ریاست کشمیر کی حکومت کے طرز عمل کے خلاف ایک احتجاجی تار بھجوایا۔ نیز ہندوستان کے بعض مسلمان رہنماؤں کو بذریعہ تار دعوت دی کہ وہ ۲۵ جولائی ۱۹۳۱ء کو شملہ میں جمع ہو کر کشمیر کے معاملہ پر غور کریں۔ چنانچہ شملہ میں یہ اجلاس منعقد ہوا اس میں حضرت خلیفہ المسیح الثانی...... آل انڈیا کشمیر کمیٹی کے صدر منتخب ہوئے۔ آپ نے یہ عہدہ ڈاکٹر سر محمد اقبال، خواجہ حسن نظامی اور دیگر اکابرین کے اصرار پر قبول کیا۔ نیز سب حاضرین کی رضا مندی سے مولانا عبدالرحیم درد صاحب کو اس کمیٹی کا سیکرٹری مقرر کیا گیا۔ اراکین میں خواجہ حسن نظامی، ڈاکٹر سر محمد اقبال، سر میاں فضل حسین، سر ذوالفقار علی خان، مولانا اسماعیل غزنوی وغیرہ شامل تھے۔ حضرت مولانا درد صاحب نے سیکرٹری کمیٹی کی حیثیت سے مسلمانان کشمیر کی گراں قدر خدمات سرانجام دیں۔ آل انڈیا کشمیر کمیٹی کے قیام کے بعد سیدنا حضرت خلیفہ المسیح الثانی......نے چند روز شملہ میں ہی قیام فرمایا اور مولانا عبدالرحیم درد صاحب نے حضور کی ہدایت کے ماتحت اعلیٰ حکام سے ملاقاتیں کیں۔ پولیٹیکل سیکرٹری سے جب حضرت درد صاحب ملے تو وہ اس ملاقات سے اتنا متاثر ہوا کہ صدر کمیٹی یعنی سیدنا حضرت خلیفہ المسیح الثانی...... سے ملاقات کیلئے خود آیا اور تفصیل سے تمام معاملات پر تبادلہ خیال کیا۔

(کشمیر کی کہانی: از: چوہدری ظہور احمد صاحب: صفحہ ۶۸)

۱۴۔ اگست ۱۹۳۱ء کو کشمیر ڈے منانے کا اعلان کیا گیا تو حضرت مولانا درد صاحب نے مختصر وقت میں ایک رسالہ تیار کر کے خاص اس دن کیلئے شائع کیا۔ خود کشمیری رہنماؤں کو اس امر کا بخوبی احساس تھا کہ جماعت احمدیہ گراں قدر خدمات بجالا رہی ہے۔ اکتوبر ۱۹۳۱ء میں مسلمان لیڈر شیخ محمد عبداللہ نے حضور کی خدمت میں عرض کی کہ وہ اپنے نمائندگان کو کشمیر

بھجوائیں تاکہ وہ مہاراجہ سے ملاقات کریں۔ چنانچہ حضرت خلیفہ المسیح الثانی...... نے درد صاحب کو کشمیر بھجوایا۔ اسی طرح آپ نے جنوری ۱۹۳۲ء میں مولانا درد صاحب کی سرکردگی میں ایک وفد جموں بھجوایا تاکہ وہ کشمیر کے وزیر اعظم اور دیگر اعلیٰ حکام سے ملاقاتیں کر کے ریاستی حکام کو اس بات پر آمادہ کریں کہ وہ رعایا سے انصاف کریں۔

جولائی ۱۹۳۲ء میں جب شیخ عبداللہ لاہور آئے تو صدر کشمیر کمیٹی سیدنا حضرت خلیفہ المسیح الثانی...... سے ملکر یہ فیصلہ ہوا کہ سری نگر میں ایک آل جموں کشمیر مسلم پولیٹیکل کانفرنس منعقد کی جائے۔ شیخ محمد عبداللہ نے حضور سے درخواست کی کہ انہیں اتنے بڑے اجتماع کا تجربہ نہیں ہے اس لئے محترم درد صاحب کو جملہ انتظامات کی نگرانی کیلئے بھجوا دیا جائے۔ چنانچہ آپ نے درد صاحب کو کانفرنس سے کئی روز پہلے سری نگر بھجوایا۔ حضرت درد صاحب نے کانفرنس کے انتظامات کے علاوہ اس دوران مسلم کانفرنس کے مالی امور کو باقاعدہ اور منظم بنانے کیلئے ہدایات دیں۔ یکم فروری ۱۹۳۲ء کو لاہور میں آل انڈیا کشمیر کمیٹی کا ایک فوری اجلاس ہوا اور اس میں درد صاحب کی خدمات کے اعتراف میں ایک قرارداد منظور کی گئی۔ (کشمیر کی کہانی: از: چوہدری ظہور احمد صاحب: صفحہ ۲۳۲)

سیدنا حضرت خلیفہ المسیح الثانی...... کی قیادت میں آپ کے مخلص خدام نے جس محنت و جانفشانی سے مظلوم کشمیروں کے حقوق کیلئے جدوجہد کی تھی اس کا اعتراف کرتے ہوئے شیخ محمد عبداللہ نے حضور کے نام ایک مکتوب میں لکھا:۔

”نہ میری زبان میں طاقت ہے اور نہ میرے قلم میں زور ہے اور نہ میرے پاس وہ الفاظ ہیں جن سے میں جناب کا اور جناب کے بھیجے ہوئے کارکن مولانا درد، سید زین العابدین صاحب وغیرہ کا شکریہ ادا کرسکوں.....“

(تاریخ احمدیت: جلد ۶: صفحہ ۶۰۱)

انگلستان میں دوسری مرتبہ تقرر:۔

حضرت مولانا عبدالرحیم درد صاحب دوسری مرتبہ ۲۔ فروری ۱۹۳۳ء کو قادیان سے انگلستان روانہ ہوئے۔ آپ کے ہمراہ حضرت حکیم فضل الرحمٰن صاحب بھی تھے۔ حضرت درد صاحب کے لنڈن قیام کے دوران بیت الفضل لنڈن کا افتتاح سر عبدالقادر صاحب کے ہاتھوں عمل میں آیا۔ پیغام حق پہنچانے کیلئے درد صاحب نے اپنے قیام کے دوران کئی اہم لیکچرز دیئے۔ اسی طرح آپ نے سپین کا ایک سفر بھی اختیار کیا۔

حضرت خلیفہ المسیح الثانی کی تحریک پر قائد اعظم کو ہندوستان واپسی پر آمادہ کرنا

۱۹۳۳ء میں جب حضرت مولانا عبدالرحیم درد صاحب انگلستان آئے تو قائد اعظم محمد علی جناح بھی اس وقت لنڈن میں قیام پذیر تھے۔ آپ ہندوستان کی سیاست سے مایوس ہو کر لنڈن میں مستقل قیام کا ارادہ کر چکے تھے۔ حضرت خلیفہ المسیح الثانی...... کی تحریک پر مولانا درد صاحب نے قائد اعظم محمد علی جناح سے لنڈن میں ملاقاتیں کیں اور انہیں واپس ہندوستان جا کر مسلمانوں کی قیادت پھر سے سنبھالنے پر آمادہ کیا۔ اس بارہ میں مولانا درد صاحب خود تحریر فرماتے ہیں۔

”یہ بھی حضور کی کوششوں کا نتیجہ تھا کہ قائد اعظم نے انگلستان سے واپس ہندوستان آکر مسلمانوں کی سیاسی

قیادت سنبھال لی۔ جس سے ۱۹۴۷ء میں پاکستان وجود میں آیا۔ جب میں ۱۹۳۳ء میں انگلستان پہنچا تو اس وقت قائد اعظم لنڈن میں تھے۔ میں نے ان سے تفصیلی ملاقات کی اور انہیں ہندوستان واپس آکر سیاسی لحاظ سے مسلمانوں کی قیادت سنبھالنے پر آمادہ کیا۔ میں نے انہیں آمادہ کیا کہ اگر اس آڑے وقت میں جب کہ مسلمانوں کی رہنمائی کرنے والا اور کوئی نہیں ہے انہوں نے ان کی پھنسی ہوئی کشتی کو پار لگانے کی کوشش نہ کی تو اس قسم کی علیحدگی قوم کے ساتھ بیوفائی کے مترادف ہوگی۔ اس کے بعد انہوں نے لنڈن میں ہندوستان کے مستقبل پر تقریر کی اور پھر اس کے بعد وہ لنڈن کو خیرباد کہہ کر ہندوستان واپس آئے اور مسلم لیگ کو منظم کیا۔"

قائد اعظم ۱۶۔ اپریل ۱۹۳۳ء کو عیدالاضحیہ کے موقعہ پر (بیت) الفضل لنڈن میں تشریف لائے اور ہندوستان کے مستقبل کے بارے میں ایک لیکچر دیا۔ اس میں قائد اعظم نے فرمایا۔

"The eloquent Persuation of The Imam has left me no escape"

"کہ امام صاحب کی فصیح و بلیغ ترغیب نے میرے لئے کوئی راہ فرار نہیں چھوڑی" (تاریخ احمدیت: جلد ۷: صفحہ)

قائد اعظم کی (**بیت الفضل**) لنڈن میں آمد کی خبر سنڈے ٹائمز لنڈن کے ۱۹۔ اپریل ۱۹۳۳ء کے شمارے میں شائع ہوئی۔

اس کے بعد جولائی **۱۹۳۳**ء میں **نوابزادہ لیاقت علی خان** نے بھی قائداعظم سے ان کے مکان پر ملاقات کی تھی جس میں قائد اعظم نے انہیں واپس جا کر ہندوستان کے سیاسی حالات کا جائزہ لیکر مطلع کرنے کیلئے کہا تھا۔ تفصیل کیلئے دیکھیں (قائد اعظم کے ۲۷ سال: صفحہ ۲۸۲: مصنف: خواجہ رضی حیدر)

اس لحاظ سے یہ حقیقت ہے کہ قائد اعظم کو واپسی پر آمادہ کرنے کی پہلی باقاعدہ کوشش کا سہرا حضرت خلیفہ المسیح الثانی...... کے سر ہی ہے۔ جو حضرت درد صاحب...... کے ذریعہ انجام پایا۔

انگلستان سے واپسی اور خدمات سلسلہ:۔

۹۔ نومبر ۱۹۳۸ء کو آپ انگلستان سے واپس تشریف لائے۔ آپ کے ہمراہ حضرت مولوی شیر علی صاحب، حضرت مرزا ناصر احمد صاحب خلیفہ المسیح الثالث......، حضرت مرزا مبارک احمد صاحب اور حضرت مرزا ظفر احمد صاحب بھی تھے۔ ان تینوں صاحبزادگان نے حضرت درد صاحب کے قیام لنڈن کے دوران ہی وہاں اعلیٰ تعلیم حاصل کی تھی۔ ولایت سے واپسی کے بعد حضرت مولانا درد صاحب کو حضرت خلیفہ المسیح الثانی...... کے قرب میں گراں قدر خدمات کا موقعہ ملتا رہا۔ آپ کے سپرد نظارت تعلیم و تربیت اور نظارت دعوت و تبلیغ رہیں۔ جلسہ خلافت جوبلی کے انعقاد کیلئے جو کمیٹی تشکیل دی گئی حضرت مولانا درد صاحب اس کے سیکرٹری تھے۔ ہوشیار پور میں جلسہ منعقد ہوا تو آپ نے مصلح موعود والی پیشگوئی حاضرین کو سنائی۔ اس موقعہ پر درد صاحب کو اس لئے چنا گیا تھا کہ ان کے پھوپھا اور خسر یعنی حضرت منشی عبداللہ صاحب سنوری سفر ہوشیار پور میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ہمراہ تھے۔ جس کے دوران حضور نے چلہ کشی کی اور انہی ایام میں مصلح موعود کی بشارات آپ کو ملیں۔ ۱۹۴۷ء کے پر آشوب دور میں قادیان سے احباب کے باحفاظت انخلاء میں بھی درد صاحب نے انڈیا اور پاکستان کے حکام کے ساتھ روابط رکھنے میں بڑا اہم کردار ادا کیا۔ قیام پاکستان کے بعد آپ ناظر امور عامہ و خارجہ اور ناظر تعلیم و تربیت مقرر ہوئے۔ بیک وقت ان تمام نظارتوں کا کام آپ کے سپرد ہونے سے واضح ہے کہ حضرت خلیفہ

المسیح الثانی...... کی نظر میں آپ اپنے اخلاص اور قابلیت میں ایک اعلیٰ درجہ پر فائز تھے۔

وفات:۔ احمدیت کی انتھک خدمات بجا لانے والا یہ وجود ۷۔ دسمبر ۱۹۵۵ء کو اپنے خالق حقیقی سے جا ملا۔ روزنامہ الفضل نے لکھا کہ آپ کی وفات اپنے اندر شہادت کا رنگ رکھتی ہے۔ آپ حسب معمول دفتر میں تشریف لائے اور حضرت مرزا عزیز احمد صاحب......ناظر اعلیٰ کی میز کے ہی ایک طرف بیٹھ کر کام کرتے رہے۔ سوا بارہ بجے دوپہر ضعف کا شدید دورہ ہوا آپ کو گھر پہنچایا گیا وہاں دو بجے کے قریب آپ عالم جاودانی کی طرف رحلت فرما گئے۔ اگلے روز ۸۔ دسمبر ۱۹۵۵ء کو نماز ظہر کے بعد حضرت خلیفہ المسیح الثانی...... نے احاطہ بہشتی مقبرہ میں آپ کی نماز جنازہ پڑھائی اور تدفین عمل میں آئی۔

علمی خدمات:۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو علمی تحقیق و تصنیف کا ایک خاص ملکہ اور شغف عطا فرمایا تھا۔ چنانچہ دیگر تبلیغی اور انتظامی خدمات کے ساتھ ساتھ تحقیق و تصنیف کا سلسلہ آخر دم تک جاری رہا۔ آپ نے متعدد کتب انگریزی اور اردو زبان میں تحریر فرمائیں ان میں لائف آف احمد' اسلامی خلافت' مسلمان عورت کی بلند شان' بانی سلسلہ احمدیہ اور انگریز' خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ لائف آف احمد حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سوانح حیات پر مشتمل ہے اور سلسلہ کی تاریخ کے اعتبار سے بہت اہمیت رکھتی ہے۔ آپ اس کی مزید دو جلدیں تیار کرنے اور ان میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سیرت کو نہایت شرح و بسط کے ساتھ پیش کرنے کا ارادہ رکھتے تھے۔ آپ شعر کہنے کا ملکہ بھی رکھتے تھے آپ کا ایک غیر مطبوعہ مجموعہ کلام "وادی خیال" کے نام سے موجود ہے۔

اولاد:۔ آپ کی دو بیویاں تھیں جن سے اللہ تعالیٰ نے آپ کو چھ بیٹے اور آٹھ بیٹیاں عطا کیں۔ جن کے اسماء یہ ہیں۔

مکرمہ رضیہ درد صاحبہ نائب صدر لجنہ اماء اللہ پاکستان اہلیہ مکرم مسعود احمد عاطف صاحب مرحوم پروفیسرٹی آئی کالج' مکرمہ خاتم النساء درد صاحبہ اہلیہ مکرم مولانا محمد شفیع اشرف صاحب سابق ناظر امور عامہ' مکرم مجیب الرحمٰن درد صاحب سابق قائد خدام الاحمدیہ ضلع لاہور' مکرم صفیہ درد صاحبہ اہلیہ عبدالرزاق صاحب نائیجریا' مکرمہ نعیمہ درد صاحبہ اہلیہ ڈاکٹر ملک رب نواز صاحب امریکہ' مکرمہ صالحہ درد صاحبہ جنرل سیکرٹری لجنہ اماء اللہ ضلع لاہور' مکرم عیسیٰ درد صاحب سیکرٹری امور عامہ لاہور خاص طور پر خدمت دین کی توفیق پا رہے ہیں۔ اس کے علاوہ مکرم عطاء الرحمٰن صاحب درد' مکرم لطف الرحمان درد صاحب' مکرم حبیب الرحمٰن درد صاحب' مکرم نعیم الرحمٰن درد صاحب' مکرمہ عطیہ درد صاحبہ اہلیہ چوہدری محمد سلیم احمد صاحب' مکرمہ قانتہ درد صاحبہ اہلیہ حمید حسن منور سنوری صاحب' مکرمہ ہاجرہ درد صاحبہ مرحومہ اہلیہ چوہدری محمد اسلم صاحب سلسلہ احمدیہ سے اخلاص کا تعلق رکھتے ہیں۔ آپ کے نواسوں میں سے مکرم ڈاکٹر محمد احمد صاحب فضل عمر ہسپتال ربوہ اور مکرم محمود احمد اشرف صاحب استاذ الجامعہ کو خدمت کی توفیق مل رہی ہے۔

آپ کی وفات پر آپ کی خدمات کا تذکرہ:۔

سیدنا حضرت مصلح موعود...... نے آپ کی وفات کے بعد خطبہ جمعہ میں آپ کا ذکر خیر کرتے ہوئے فرمایا۔

"درد صاحب جب سلسلہ کی خدمت کیلئے آئے تو ان کی عمر زیادہ نہ تھی لیکن اس عمر میں بھی ان کے وقار کا یہ حال تھا کہ ہم انہیں بڑے سے بڑے افسر سے بھی ملنے کے لئے بھیج دیتے تو وہ نہایت کامیابی کے ساتھ جماعت کی نمائندگی کر کے آجاتے تھے ان کے دل میں کبھی یہ خیال پیدا نہیں ہوا تھا کہ وہ لوگ بڑے درجہ کے ہیں اور میں کمزور انسان ہوں۔ اس وقت میں کالج کے پروفیسروں کے متعلق بھی یہ خیال نہیں کرتا کہ باوجودیکہ اس وقت ملک کی حکومت اپنی ہے انہیں اگر گورنر کے پاس بھی بھیجا جائے تو وہ کامیابی کے ساتھ کوئی کام کر سکیں۔ لیکن درد صاحب کے اندر یہ یقین پایا جاتا تھا کہ گو میں کمزور انسان ہوں لیکن یہ کام خدا تعالیٰ کا ہے پھر میں اسے کیوں نہیں کر سکتا"۔ (الفضل ۱۸ دسمبر ۱۹۵۵ء)

حضرت مولانا عبدالرحیم درد صاحب کو خدا تعالیٰ کے فضل سے قربانی اور وفا اور نامساعد حالات میں ثابت قدمی کی توفیق ملی اس کا ذکر کرتے ہوئے حضرت مصلح موعود...... نے فرمایا۔

"مجھے یاد ہے جب ہم نے درد صاحب کو ولایت بھیجا ہے ان کی تنخواہ سو روپے ماہوار تھی۔ چندہ اور دوسری کٹوتیوں کے بعد انہیں ساٹھ روپے ماہوار ملتے تھے جس میں سے بڑا حصہ وہ اپنی والدہ کو بھیج دیتے تھے۔ ان کی دو بیویاں تھیں اور ان میں سے ہر ایک کے چار چار پانچ پانچ بچے تھے۔ وہ ہمارے مکان کے ہی ایک حصہ میں جو کچا تھا اور جس میں رہنا آج کل کے کلرک بھی پسند نہیں کرتے رہتی تھیں......... اب دیکھو ایک شخص ایم اے ہے اور سب ججی کیلئے اسے آفر (OFFER) آچکی ہے وہ...... ملک سے باہر چلا جاتا ہے سلسلہ کو اتنی توفیق نہیں ہوتی کہ وہ اس کے بیوی بچوں کو مناسب گزارہ دے سکے...... لیکن پھر بھی اس نے نہایت ثابت قدمی سے سلسلہ کی خدمت میں چالیس سال کا عرصہ گزار دیا۔" (الفضل ۱۸ دسمبر ۱۹۵۵ء)

آپ کی وفات پر حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب......... نے اپنے ایک مضمون میں تحریر فرمایا:۔

"درد صاحب ایک ایسے مبارک خاندان سے تعلق رکھتے تھے جو احمدیت کی تاریخ میں ایک خاص شان رکھتا ہے۔ درد صاحب خود بھی (رفیق بانی سلسلہ احمدیہ۔ ناقل) تھے اور ان کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ کی بعض باتیں یاد تھیں جن میں سے بعض کا ذکر سیرت المہدی میں آچکا ہے۔ مگر درد صاحب کی ذاتی خدمات کا سلسلہ (قدرت ثانیہ کے مظہر۔ ناقل) ثانیہ کے ساتھ تعلق رکھتا ہے۔ درد صاحب اور میں نے ایم اے کا امتحان اکٹھے پاس کیا تھا...... مجھے یاد ہے کہ جب ہم شروع میں خدا کے ساتھ عہد باندھ کر سلسلہ کی خدمت میں آئے تو میری ہی تجویز پر ہم دونوں نے یہ عہد کیا تھا کہ خدا کی توفیق سے ہم ہمیشہ سلسلہ کی خدمت میں زندگی گزاریں گے اور کبھی کسی معاوضہ یا ترقی یا حق کا مطالبہ نہیں کریں گے اور میرے لیے انتہائی خوشی اور درد صاحب کے خاندان کیلئے انتہائی فخر کا مقام ہے کہ درد صاحب نے اس کو کامل وفاداری کے ساتھ نبھایا اور منهم من قضی نحبه کے مقام پر فائز ہو گئے۔

(الفضل ۱۰ دسمبر ۱۹۵۵ء)

حضرت درد صاحب کی سیرت کے ایک اور پہلو کا ذکر کرتے ہوئے حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب...... تحریر فرماتے ہیں۔

"درد صاحب کا خاص وصف یہ تھا جس میں مجھے بھی اکثر اوقات ان پر رشک آتا تھا کہ اگر کبھی حضرت صاحب کی طرف سے یا انجمن وغیرہ کی طرف سے ان کی کسی بات پر گرفت ہوتی تھی (اور گرفت سے کون انسان بالا ہے) تو وہ اسے انتہائی صبر اور ضبط کے ساتھ برداشت کرتے تھے اور اپنی بریت کا معاملہ بھی صرف خدا پر چھوڑتے تھے"۔
(الفضل ۱۰ دسمبر ۱۹۵۵ء)

نیز فرماتے ہیں:۔

"درد صاحب نے ولایت سے واپس آکر اکثر زمانہ نظارت تعلیم و تربیت اور نظارت دعوت و ...... میں گذارا مگر ان کا خاص کام نظارت امور خارجہ سے تعلق رکھتا تھا۔ جہاں وہ غیر معمولی طور پر کامیاب رہے۔ درد صاحب کو حکومت کے افسروں اور غیر از جماعت اصحاب کے ساتھ ملنے کا خاص ڈھنگ آتا تھا اور وہ ان ملاقاتوں میں غیر معمولی طور پر کامیاب رہتے تھے۔ مزاج کی سادگی اور کچھ مالی تنگی کی وجہ سے ان کا لباس بہت ہی سادہ بلکہ بعض اوقات درویشانہ رنگ کا ہوتا تھا مگر لوگوں سے اس قابلیت اور وقار کے ساتھ ملتے تھے کہ وہ بہت جلد ان کے زیر اثر آجاتے تھے اور درد صاحب اکثر اپنی بات منوا کر ہی اٹھتے تھے۔" (الفضل ۱۰ دسمبر ۱۹۵۵ء)

حضرت مولانا ابو العطاء صاحب نے آپ کی وفات پر لکھا:۔

"حضرت درد صاحب سلسلہ احمدیہ کے ان سچے اور وفادار خادموں میں ایک نمایاں وجود تھے جو عسر و یسر اور حالت آرام و تنگی میں خدا کے دین کی خدمت کا قطعی فیصلہ کر چکے تھے۔ انہوں نے عملاً پوری وفاداری اور کامل اخلاص اور محبت کے ساتھ اس فیصلہ کو نافذ کیا ہے...... احمدیت اور اسلام کیلئے ان کی بے انتہا عقیدت کا ہی یہ نتیجہ تھا کہ وہ دن رات خدمت دین کرتے تھے اور پھر بھی ہمیشہ یہی کہتے تھے اور اسی احساس سے معمور رہتے تھے کہ میں اپنا فرض پورا نہیں کر رہا۔ وہ نہ صرف خود علمی اور ٹھوس کام کرنے کے عادی تھے بلکہ ہمیشہ ہی اپنے ملنے والوں اور دوستوں کو ہر روز نصیحت کرتے تھے کہ گہری تحقیق اور پوری ریسرچ سے کتابیں اور مضامین لکھے جائیں۔ انہیں دینی علوم سے خاص شغف تھا اور جدت اور تحقیق ان کی طبیعت کا خاصہ تھا۔ اپنے احباب اور دوستوں کے ساتھ پوری وفاداری اور کامل خلوص کے ساتھ پیش آتے تھے"۔ (الفضل ۱۰ دسمبر ۱۹۵۵ء)